مگراس غصہ کے لہجہ مین نہ پوچھ اس قدر رنجیدہ بنا کر نہ پوچھ اس قدر عتاب نہ کر کہین ایسا نہو کہ جواب کے ساتھ ہی ساتھ میری جان بھی لبون پر آجاے۔

مجھے بھی تاکہ تمنا سے ہو نہ مایوسی　　ملو رقیب سے لیکن ذرا حجاب کیساتھ

کوئی ستم شعار رقیب سے بھی نہین ملتا اور اس سے بھی اسی طرح کشیدہ ہے جیسے کہ غالب سے اسی پر غالب کہتے ہین کہ یہ انداز اور یہ تغافل تو اتنا ہمت شکن ثابت ہو رہا ہے کہ مین بھی مایوس تمنا ہوتا جاتا ہون اور جو آرزوئین ہین وہ سب ختم ہو رہی ہین ایسی حالت مین اپنی چھاتی پر پتھر رکھ کر رقیب کی سفارش کرتے اور کہتے ہین کہ اس سے ملو تاکہ مجھے قطعی مایوسی نہو جاے مگر ذرا حجاب کے ساتھ ملو ورنہ اگر تم قطعًا اسی کے ہو کر رہ گئے تو وہ بھی میری مایوسی کا سبب ہوگا۔

نہو بہرزہ روادار سعی بیہودہ　　کہ دور عیش ہے مانا خیال وخواب کیساتھ

کیا بے فائدہ کوشش کر رہا ہے اور کیا بیکار عیش وراحت کی تمنا مین مشغول ہے اسے چھوڑ اگر عیش وآرام میسر ہوا بھی تو کیا ہے۔ زمانۂ عیش کی ہستی بس اتنی ہی ہے جیسے خیال وخواب کی نہ ان کو قیام ہے اور نہ اس عیش وآرام کو ثبات ہے۔

بہر نمط غم دل باعث مسرت ہے　　نموے حسرت دل ہے ترے شباب کیساتھ

اگرچہ مین غم دل مین مبتلا ہون مگر بہر طور میرا یہ غم دل میرے لئے باعث مسرت ہے کیونکہ جس قدر تیرا شباب ترقی کر رہا ہے اسی قدر میری حسرت دل بڑھ رہی ہے تو گویا اسکا نمو اس کے ساتھ اور اس کی ترقی اس کے ساتھ لازم وملزوم ہو گئی ہے۔

سکون دل کو تعلق ہے اضطراب کیساتھ

پہلا مصرع اصل مین بالکل شکستہ حالت مین ہے پڑھا نہین جاتا۔

لگاؤ اسکا ہے باعث قیام ہستی کا　　ہوا کو لاگ بھی ہے کچھ مگر حباب کیساتھ

ہوا پانی مین ایک گرہ لگا دیتی ہے اسی سے ببلا بنتا ہے اور ہوا ہی ببلے کو فنا کرتی ہے

شعر کا مطلب ان دونون باتون کو سمجھنے کے بعد کچھ دشوار نہین رہتا۔

ہزار حیف کہ اتنا نہین کوئی غالب　　جو جاگنے کو ملا دیوے آکے خواب کیساتھ

عاشق شب فراق مین بے قرار ہے ادہر رات کی تاریکی ہے درازی ہے اور ادہر کرب ہے بے قراری ہے نہ دل مین قرار ہے نہ آنکھون مین نیند ہے چارون طرف سے ہزارون رنجون اور پریشانیون کا سامنا ہے اس وقت گھبراتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاے زمانہ بھرا ہوا ہے تو ہوا کرے اس سے کیا حاصل ہے کیا فائدہ میرے درد دل کی داد دینے والا کوئی نہین۔ میری بیداری کو نیند کے ساتھ کوئی نہین ملا سکتا۔ یہ نہایت ہی عمدہ شعر کہا ہے نہایت گہرا خیال ہے۔

ردیف (ی)

دل ہی نہین کہ منت دربان اٹھائیے　　کس کو وفا کا سلسلہ جنبان اٹھائیے

پہلے در دلدار پر جاکر دربانون کے ناز نخرے اس لئے برداشت کرتے تھے کہ دل مجبور کرتا تھا مگر اب بدقسمتی سے دل ہی نہین ہے پھر آخر دربانون کے غمزے کیون اٹھائین اور کس کو وفا کا سلسلہ جنبان ٹھہرائین۔

تاچند داغ بیٹھے نقصان اٹھائیے　　اب چارسوے عشق سے دوکان اٹھائیے

کہان تک داغ ہو کر بیٹھے ہوے نقصان اٹھایا کرین بہتر یہ ہے کہ عشق کے اطراف سے اپنی دوکان بڑھا دین اور اس حد مین قدم ہی نہ رکھین۔

ہستی فریب نامۂ موج سراب ہے　　یک عمر ناز شوخی عنوان اٹھائیے

جس کو ہستی سمجھ رہے ہو وہ ایک فریب نامہ ہے موج سراب کا یعنی اس خط فریب آلود مین دھوکہ ہی دھوکہ ہے اور اصل مین کچھ بھی نہین جیسے کہ موج سراب صرف

دھوکے کی ٹٹی ہوتی ہے۔ ایسے ہی ہستی بھی ہے اس موج سراب مین جو ایک فریب نامہ کے مشابہ ہے صرف عنوان ہی عنوان ہے (موج سراب کو عنوان کہا گیا ہے) عمر بھر اسی عنوان کے پھیر مین پڑے رہے۔

ضبط جنون سے ہر سر مو ہے ترانہ خیز
یک نالہ بیٹھے تو نیستان اٹھایئے

جنون کے ضبط کرنے سے میرے جسم کے ہر بال سے ایک ترانہ نکل رہا ہے اور یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ اگر تھوڑی دیر بیٹھے تو ایک نیستان کی کیفیت آجائے گی۔

طرز خراش نالہ سے اشک نمک اثر
لطف کرم بدولت مہمان اٹھایئے

اشک نمک اثر طرز خراش نالہ کی بدولت ہیں ایسی حالت مین گویا یہ لطف و کرم مہمان کی وجہ سے اٹھا رہے ہیں۔ اور یہان مہمان سے مراد نالہ ہے۔

کیا پوچھے ہے بر خود غلطی ہائے عزیزان
خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبون سے

جو عالی نسب واقع ہوئے ہیں ان عزیزون کی غلطیان کیا پوچھتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ان سے خواری کو بھی عار ہے وہ بھی ان کے پاس نہین آتی۔

گو تم کو رضا جوئی اغیار ہے لیکن
جاتی ہے ملاقات کب ایسے سببون سے

ہر چند کہ تم غیر کے ہو کر رہ گئے ہو اور شب و روز اسی کی رضا جوئی مین مصروف رہتے ہو اور اس سے سمجھتے ہو کہ مین اب تمھاری محبت کو ترک کر دون گا مگر یہ صرف تمھارا خیال ہے۔ محبت ایسی بلا ہے جو رشک پر غالب ہے۔ میری ملاقات ایسے سببون سے ترک نہین ہوسکتی۔ حکیم مومن خان کہتے ہیں ؎

مومن
لے شب وصل غیر بھی کاٹی
تو مجھے آزمائے گا کب تک

داغ
عدو کے ساتھ ہی آئیں وہ خیر وقت اخیر
وہ اب کرینگے گوارا جو عمر بھر نہ کیا

مت پوچھ اسد غصۂ کم فرصتی زیست
دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعب سے

اے اسد کم فرصتی زیست کے وعدہ کی کیفیت کیا پوچھتا ہے۔ بس کچھ نہ پوچھ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے یہ زندگی کے دو دن بھی قیامت کے رنج و غم اٹھا اٹھا کر گزارے ہیں۔

مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق مین سوچا ہے
کہین ہو جائے جلد اے گردش گردون وہ دن بھی

اے گردش زمانہ جو تو نے میرے حق مین سوچا ہے اور جس درجہ پر تو مجکو پہونچانا چاہتی ہے وہ بھی معلوم ہے خیر یہ سب کچھ مجھے گوارا ہے اور اب میرے لئے وہ کوئی نئی بات نہین ہے خدا کرے وہ بھی جلد ہو جائے اور اس تکلیف بیم و رجا سے نجات پاؤن۔

بے تکلف در بلا بودن بہ از بیم بلاست

نظر راحت پہ میری کر نہ وعدہ شب کے آنیکا
کہ میری خواب بندی کیلئے ہوگا فسون وہ بھی

للہ میری راحت کو برباد نہ کر مجھ سے شب کے آنے کا وعدہ نہ کر تیرا یہ وعدہ میری خواب بندی کا منتر ہو جائے گا اور مجھے شب بھر نیند نہ آئے گی مین پریشان رہون گا۔

صد رنگ گل کترنا در پردہ قتل کرنا
تیغ ادا نہین ہے پابند بے نیامی

تیغ ناز سو سو طرح کے گل کھلاتی ہے اور پردہ مین رہ کر قتل کرتی ہے اُس کیواسطے کچھ اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ وہ بے نیام ہو تب کوئی کام کرسکے بلکہ وہ پردہ مین رہ کر یہ قیامت ڈہاتی ہے۔

طرف سخن نہین ہے مجھ سے خدا نکردہ
ہے نامہ بر کو اس سے دعوائے ہم کلامی

خدانخواستہ وہ مجھ سے بالمقابل ہو کر بات نہین کرتا بلکہ میرے قاصد کو اس سے البتہ ہم کلامی کا دعویٰ ہے۔

طاقت فسانۂ باد اندیشہ شعلہ ایجاد
اے غم ہنوز آتش اے دل ہنوز خامی

حالت یہ ہے کہ طاقت ایک افسانہ باد ہوگئی یعنی طاقت طاق ہوگئی اندیشہ اور فکر مین بجلیون کا عالم پیدا ہوگیا تو کیا اے غم اب تک تجھے آگ کی ضرورت ہے اور اے دل کیا اب تک تجھ مین خامی باقی ہے۔

ہر چند عمر گزری آزردگی مین لیکن — ہے شرح شوق کو بھی جون شکوہ ناتمامی

اگرچہ رنج و غم مین عمر گزر گئی ہے مگر شرح شوق ہنوز اس طرح ناتمام ہے جیسے کہ شکوہ ناتمام ہے غرضکہ نہ شکوۂ غم میرا پورا ہوا نہ شوق کی طرح عمر پوری ہوسکی۔ اور عمر آزردہ رہتے رہتے ختم ہوگئی۔

ہے یاس مین اسد کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزرے مستون کی تشنہ کامی

ناامیدی مین اسد کو ساقی کی بھی ضرورت نہین رہی اور اس سے بھی فارغ ہوگیا گویا مستون کی تشنہ کامی دریا سے خشک گزر گئی۔

دہلی کے رہنے والو اسد کو ستاؤ مت — بیچارہ چند روز کا یہان میہمان ہے

مرزا کا اصلی مولد و مسکن آگرہ تھا اسی بنا پر فرماتے ہین کہ اے دلی کے رہنے والو غریب اسد کو کیون ستا رہے ہو اس کو پریشان نہ کرو غریب ہے مسافر ہے چند روز کا مہمان ہے پھر تم کہان یہ کہان۔

گر مصیبت تھی تو غربت مین اٹھا لیتے اسد — میری دہلی ہی مین ہونی تھی یہ خواری ہائے ہائے

اے اسد اگر مصیبت تھی تو پردیس مین اٹھا لیتے کوئی نہ جانتا اور کسی کو نہ معلوم ہوتا مگر بڑی مصیبت یہ ہے کہ مین وطن مین یعنی دلی مین خوار ہوا۔ افسوس افسوس۔ مرزا نے اس خیال کو یون بھی لکھا ہے ؎

مجکو دیار غیر مین مارا وطن سے دور
رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم

دوسرے شعرا نے بھی اس خیال کو بہت ہی لطیف پیرایے مین لکھا ہے۔

کیا غم ہے اس کو جسکا علی سا امام ہو — اتنا بھی اے فلک زدہ کیون بے حواس ہے

بالکل صاف شعر ہے چونکہ مردجہ یونکی غزل مین سے ایک یہی شعر رہ گیا تھا لہذا لکھدیا گیا۔

پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسد — دل وقف درد کر کہ فقیرون کا مال ہے

اے اسد رنج و غم سے پہلو تہی نہ کر اور دل کو نہ بچا بلکہ اس کو درد کے لئے وقف کردے کیونکہ یہ مال فقیرون کا ہے اور وقف کسی کی ملک نہین ہوتا یعنی جہان تک ممکن ہو رنج و غم سہو دل کی ہستی اسی لئے ہے

نظر بہ نقص گدایان کمال بے ادبی ہے — کہ خار خشک کو بھی دعوئے چمن نسبی ہے

فقیرون کے عیوب پر نظر کرنا عین بے ادبی ہے اس واسطے کہ خار خشک اگرچہ بذاتہ کچھ بھی نہین مگر اس کا بھی یہ دعوی ہے کہ مین نے بھی چمن ہی مین نشو و نما پائی تھی اور چمن سے میرا سلسلہ قرابت ہے اسی طرح فقیر بھی خدا کے بندے ہین ان کو برا سمجھنا اور برا کہنا سزاوار نہین ہے

ہوا وصال سے شوق دل حریص زیادہ — لب قدح پہ کف بادہ جوش تشنہ لبی ہے

وصل ہونے کے بعد دل حریص کا شوق اور زیادہ ہوگیا گویا کہ پیالہ جس کا شراب سے وصل ہوگیا اس کے جھاگ اس کے جوش تشنہ لبی کی دلیل ہین مطلب یہ ہے کہ وصل کے بعد بھی عاشق کا جوش و خروش کم نہین ہوتا بلکہ وہ اور بڑھتا یا بدستور قائم رہتا ہے اسی خیال کو ایک جگہ یون ظاہر کیا ہے ؎

گر ترے دل مین ہو خیال وصل مین شوق کا زوال
موج محیط آب مین مارے ہے دست و پا کہ یون

خوشا وہ دل کہ سراپا طلسم بے خبری ہو — جنون و یاس و الم رزق مدعا طلبی ہے

وہ دل بڑا اچھا ہے جو سراسر بے خبری کا طلسم بنا ہوا ہو نہ اسے کسی راحت کا احساس ہو اور نہ مسرت کا یہ جنون اور ناامیدی دراصل مدعا طلبی کے حیلے بہانے ہین جب تک کہ یہ

دل مین موجود ہین اُس وقت تک عشق کا کمال نہین ہو سکتا۔

چمن مین کس کی یہ برہم ہوئی ہو بزم تماشا — کہ برگ برگ سمن شیشہ ریزہ حلبی ہے

چمن مین چمبیلی کے پہولون کی پتیان دیکھ کر خیال پیدا ہوتا ہو کہ یہ شیشہ کے ٹکڑے ہین اس کے بعد یہ گمان پیدا ہوتا ہو کہ یہ ٹکڑے شیشہ شراب کے ہین اسپر حیرت و استعجاب کے عالم مین خیال آتا ہو کہ اے میرے خدا یہ کس کی محفل برہم ہوگئی ہے کہ شیشون کے ریزے پڑے ہوے ہین۔ قاعدہ ہو کہ بعد شراب پینے کے یا محفل برہم ہونے کے شیشۂ شراب کے ٹکڑے پڑے رہ جاتے ہین جنھین شرابی حالت نشہ مین پھینک دیا کرتے ہین اسی سے بزم تماشا کی برہمی کا خیال آیا ہو۔

امام ظاہر و باطن امیر صورت و معنی — علی ولی اللہ جانشین نبی ہے

یہ شعر بھی عقائد کے متعلق ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی مدح مین کہا گیا ہے۔

ظاہر ہو طرز قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام مین ہو سو اشک کباب ہے

صیاد نے جس صورت سے ہم کو قید رکھا اسی سے اس کی غرض ظاہر ہوتی ہے اس واسطے کہ دام مین جو دانہ ہم دیکھ رہے ہین وہ اس اشک کی صورت مین ہو جو حالت برشتگی مین کباب سے نکلتا ہے یعنی معلوم ہوتا ہے کہ سیکڑون ہمارے ہم جلیس اس قید مین پڑے ہین اور کباب ہو کر رہ گئے ہین جن کے اشک ابتک موجود ہین گمان غالب ہے کہ یہی معاملہ ہمارے ساتھ پیش آے گا اور ہمارے اس طرح سے قید کرنے کی غایت یہی ہو۔

بے چشم دل نہ کر ہوس سیر لالہ زار — یعنی یہ ہر ورق ورق انتخاب ہے

جب تک کہ چشم دل بینا نہو اس وقت تک لالہ زار کی سیر کی تمنا نہ کر یہ سمجھ لے کہ چمن کا ہر ورق ایک ورق انتخاب ہو۔ اس کو بچشم دل دیکھ۔

ہو پیچ و تاب رشتۂ شمع سحر گہی — خجلت گدازی نفس نارسا مجھے

میرا ہر نفس نارسا میرے واسطے ایسا ہوگیا ہو جیسے کہ شمع کی بتی کو صبح کے وقت ایک پیچ و تاب ہوتا ہو نفس کی تشبیہ رشتۂ شمع سحر گہی کے پیچ و تاب سے نہایت بدیع ہو۔

وان رنگہا بہ پردۂ تدبیر ہین ہنوز — یان شعلۂ چراغ ہو برگ حنا مجھے

وہان پردہ تدبیر مین رنگینیان کی جا رہی ہین اور یہان یہ حالت ہو کہ چراغ کے شعلہ کا مجھے برگ حنا پر گمان ہوتا ہے یعنی کسی تدبیر کی ضرورت نہین ہے اور ہر تدبیر میرے لئے اُلٹی ہو رہی ہے۔

پرواز ہا نیاز تماشاے حسن دوست — بال کشادہ ہے نگہ آشنا مجھے

حُسن دوست کے لئے پرواز بطور نیاز پیش کئے جاتے ہین اسی لئے میری نگہ آشنا جو اُسکے نظارہ سے کامیاب ہو میرے واسطے بازوے کشادہ کا کام دیتے ہین۔

از خود گزشتگی مین خموشی پہ حرف ہے — موج غبار سرمہ ہوئی ہو صدا مجھے

میری از خود رفتگی اور از خود گزشتگی سے دنیا میری خموشی کے مطلب کو سمجھ گئی اور اس لئے میری خموشی پر الزام آگیا۔ یعنی سکوت داستان خوان مصیبت بن گیا۔ اسی لئے موج غبار سرمہ جو خموشی ہے وہ میرے لئے صدا بن گئی ہے۔

تا چند پست فطرتی طبع آرزو — یارب ملے بلندی دست دعا مجھے

اے خدا آرزو کی پست فطرتی طبع کا مین کب تک اور کہان تک متحمل ہون اب تو میرے خیالات کو ایسی بلندی عطا کر کہ جیسے دست دعا کو عطا کی ہے آرزو خود پست فطرت ہے یا آرزو کا پیدا کرنا پست فطرتی ہے اس واسطے مین نہین چاہتا کہ اب میرا اس سے سابقہ رہے۔

یکبار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے — اے جوشِ عشق بادۂ مرد آزما مجھے

اے جوشِ عشق تو نے مجھے بوالہوس تو ضرور قرار دیتا ہے اور جب مین تجھ سے طلب بادہ کرتا ہون تو یہ کہکر ٹال دیتا ہی کہ کچھ نہین یہ صرف ہوس ہی۔ مگر خیر ایک مرتبہ اس ہوس کا امتحان تو کر لے ذرا آزما کر تو دیکھ کہ میری ہوس کا درجہ بھی تو دیکھ لے۔

مین نے جنون سے کی جو اسد التماسِ رنگ — خونِ جگر مین ایک ہی غوطہ دیا مجھے

اے اسد مین نے جنون سے جو رنگ کے لئے التماس اور تمنا کی تو اس نے مجکو خون جگر مین ایک غوطہ دیا۔ رنگ سے تنوع معنی پیدا ہوتا ہی نہ معلوم یہ چاہا تھا کہ مجھے بھی کوئی رنگ عنایت کر۔ نہ معلوم یہ خواہش تھی کہ میرا رنگ رفتہ مجھے واپس کر۔ بہرحال رنگ کے معنی کوئی خاص مقرر نہین کر سکتے۔ اس کا خون جگر مین غوطہ دینا بھی نہایت لطیف ہے ہو سکتا ہے کہ اس نے مجھے یہ رنگ عنایت کیا اور ہو سکتا ہی کہ سزا دی۔

کہون کیا گرمجوشی میکشی مین شعلہ رویانکی — کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزان کی

کیا پوچھتے ہو اس گرمجوشی کا حال جو شعلہ رویون نے حالت میکشی مین ظاہر کی یہ گرمجوشی اتنی بڑہی ہوئی تھی کہ دل کی آگ کو شراب کی آگ سے روشن کیا اور یہ انتہا گرمجوشی ہے اس شعر مین بھی دل کی آگ روشن کرنا دونون طرف منسوب ہو سکتا ہے یا یہ کہ ہماری آتش شوق کو بھڑکا دیا۔ یا یہ کہ اپنی دل کی شمع کو جلا دیا۔ میرے نزدیک قوی امکان آتش عشق کا بھڑکانا ہے اور موخر الذکر معنی مین صرف ایک مناسبت شعلہ رویون کی ہی باقی کچھ نہین۔

ہمیشہ مجکو طفلی مین بھی مشقِ تیرہ روزی تھی — سیاہی ہے مرے ایام مین لوحِ دبستانکی

مین وہ بدنصیب ہون کہ بچپن ہی سے تیرہ روزی کی مشق کرتا رہا ہون اور میرے ایام کی تیرگی اور سیاہی وہ ہی جو لوح مشق پر مکتب مین میرے مشق مین صرف ہوتی تھی اس سے مطلب صرف اتنا نکلتا ہی کہ مین بدنصیب ازلی یا بدقسمت فطری ہون۔

دریغ آہ سحرگہ کار بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شعلہ رویانکی

افسوس کہ میری آہ گرم سحر بھی شعلہ رویون کے دل مین کوئی گرمجوشی پیدا نہین کرتی بلکہ اس مین بھی نسیم صبح کا اثر ہے اور ان شمع رویون مین اور سرد مہری کا اثر پیدا کرتی ہی

مجھے اپنے جنونکی بے تکلف پردہ داری تھی — ولیکن کیا کرون آوے جو رسوائی گریبان کی

مین بے تکلف اپنے جنون کی پردہ داری کر رہا تھا مگر کیا کیا جائے گریبان کے رسوا ہونے کی نوبت آئی اور اسی سے مجھے بھی رسوا ہونا پڑا۔

ہنر پیدا کیا ہے مین نے حیرت آزمائی مین — کہ جوہر آئینہ کا ہر مژہ ہے چشمِ حیران کی

مین نے حیرت آزمائی مین ایک ہنر پیدا کیا ہے میری چشم حیران کی ہر مژہ آئینہ کا جوہر بن گئی ہو اور یہی ہنر ہے چشم حیران بمنزلہ آئینہ کے ہے اور مژگان جوہر کی طرح ہے۔

خدایا کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہین صد رخنہ جون غربال دیوارین گلستانکی

خدایا اہل نظر کہان کہان خاک چھانتے پھرا کئے ہین اور انہون نے سیر گلستان مین کتنی خاک اڑائی ہے کہ باغ کی دیوارین چھلنی ہو گئی ہین جو ان کی کاوش نظر کا پتہ دے رہی ہین۔

ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگون آخر — بس اے زخمِ جگر اب دیکھ لی شورش نمکدانکی

تہیدستی کی شرم سے وہ بھی سرنگون ہو گیا اور اس نے بھی گردن جھکا لی اے زخم جگر بس نمکدان کی شیخی دیکھ لی کہ یا آن شوراشوری یا این بے نمکی۔ یعنی ہمارے زخم پر اس قدر نمک چھڑکا گیا کہ وہ عاجز ہو کر سرنگون ہو گیا۔

بیادِ گرمیٔ صحبت برنگِ شعلہ دہکے ہے — چھپاؤن کیونکہ غالب سوزشین داغِ نمایانکی

داغ دل صحبت ہاے گذشتہ کی یاد مین برابر شعلہ کی مانند دہکتا رہتا ہے اے غالب مین

اپنے زخم کی سوزشین کیونکر چھپاؤن اور کیسے پوشیدہ رکھون وہ چھپنے کے قابل ہی نہین ہے دیکھنے والے دیکھ کر ہی اُن کی حالت کا اندازہ کر لیتے ہین۔

نہ کھینچ اے سعی دست نارسا زلف تمنا کو — پریشان تر ہے موے خامہ سے تدبیر مانی کی

اے دست نارسا کی کوشش کیون بیکار زلف تمنا کے نقش بنا رہی ہے تجھ سے یہ نہین بن سکتے کیا تجھے یہ معلوم نہین ہے کہ مانی ایسا چابک دست بھی اتنا عاجز ہے کہ موے قلم سے زیادہ اس کی تدبیر اس جگہ بیکار اور پریشان ہوتی ہے موے قلم سے وہ بال مراد ہین جو مصورون کے موقلم مین ہوتے ہین۔

اسد کو بوریے مین دھر کے پھونکا موج ہستی نے — فقیری مین بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی

موج ہستی نے اسد کو بوریے مین رکھ کر پھونک دیا اس شعر مین موج ہستی کو بلحاظ موج بوریا کہا گیا ہے یعنی اسد کو خود اسی کی ہستی نے تباہ و برباد کر دیا اس وجہ سے کہ وہ موج ہستی مشابہ ہے بوریا سے لہذا اسد کو بھی فقیر کہہ سکتے ہین مگر موج ہستی کا اس طرح پھونکنا پتہ دیتا ہے کہ اس مین نوجوانی کی شرارت باقی ہے شرارت اور پھونکنے مین بوجہ شرر ایک مناسبت لفظی و معنوی موجود ہے نوجوانی کی شرارت سوز عشق ہے

بجز دیوانگی ہوتا نہ انجام خود آرائی — اگر پیدا نہ کرتا آئینہ زنجیر جوہر کی

خود آرائی کا انجام دیوانگی ہوتا ہے مگر آئینہ نے جوہر سے ایک زنجیر تیار کر رکھی ہے جو اس جنون اور اس وحشت کی روک تھام کئے ہوئے ہے۔

غرور لطف ساقی نشۂ بیباکی مستان — نم دامان عصیان ہے طراوت موج کوثر کی

لطف ساقی کے غرور نے مستون پر بیباکی کا ایک نشہ چڑھا دیا ہے اور ان کو بیباک بنا دیا ہے اب حالت یہ ہے کہ وہ طراوت موج کوثر کو صرف دامان عصیان کی نمی سمجھتے ہین یعنی کوثر کوئی چیز ہی نہین ہمارے دامان تر کی نمی ہے یہ غرور اور یہ سمجھنا نتیجہ ہے ساقی کے لطف کا۔ ایسا ہی یہ شعر میر درد کا ہے ؎

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین

مراد دل مانگتے ہین عاریت اہل ہوس شاید — یہ جانا چاہتے ہین آج دعوت مین سمندر کی

اہل ہوس عاریتاً مجھ سے میرے دل کی تمنا رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ مانگا ہوا اپنا دل مین اُن کو دیدون تو وہ سمندر کی دعوت مین ہو آئین۔ سمندر اگر یہان اُس کیڑے سے مراد ہے جسے بتایا جاتا ہے کہ آگ مین پیدا ہوتا ہے تو دل کی ضرورت بلحاظ اس کی سوزناکی کے ہے اور اگر سمندر سے مراد دریا ہے تو دریا دلی کی وجہ سے دل کی ضرورت ہے مگر پہلا خیال زیادہ قرین قیاس اور درست ہے۔

اسد جز آب بخشیدن ز دریا خضر کو کیا تھا — ڈبوتا چشمۂ حیوان مین گر کشتی سکندر کی

اے اسد سوا اس کے کہ دریا کا تھوڑا سا پانی خرچ ہو جاتا اور خضر کا کیا بگڑتا اگر سکندر کی کشتی چشمۂ حیوان مین ڈبو دیتا یعنی جب کشتی ہی ڈوبنا تھی تو آب حیوان مین کشتی ڈبوتا۔ یہان بھی لفظ کشتی مین ایک ایہامی لطف ہے۔

ہوا ہے مانع عاشق نوازی ناز خود بینی — تکلف بر طرف آئینۂ تمیز حائل ہے

معشوق کی خودی اور خود بینی کا ناز عاشق نوازی کا مانع ہو گیا ہے اور آئینہ تمیز درمیان مین حائل ہے یعنی اس کا یہ سمجھ لینا کہ یہ عاشق ہے اور اس سے ناز پیدا ہونا ایک آئینہ حائل کا کام دے رہا ہے۔

بہ سیل اشک لخت دل ہے دامنگیر مژگان کا — غریق بحر جویاے خس و خاشاک ساحل ہے

آنسوؤن کی سیل مین جو دل کے ٹکڑے بہے ہوئے چلے آتے ہین وہ پلکون کا دامن پکڑتے ہین۔ گویا کہ ڈوبنے والے تنکے کا سہارا ڈھونڈھ رہے ہین۔

بہا ہے یان تک اشکون مین غبار کلفت خاطر — کہ چشم تر مین ہر اک پارۂ دل پاے در گل ہے

اشکون کے ساتھ اس قدر میرے دل کا غبار کلفت نکلا ہی کہ میری آنکھ سے ہر ایک وہ دل کا ٹکڑا جو رونے مین آنکھون تک آیا ہے کیچڑ مین پھنسا ہوا ہے یعنی ادہر غبار کلفت اور ادُہر آب اشک یہ دونون مل کر خاصی کیچڑ ہو گئی ہی۔

نکلتی ہی تپش مین بسملونکی برق کی شوخی   غرض اب تک خیال گرمی رفتار قاتل ہی

برق کی شوخی جو بابت نکلتی ہی وہ بسملون کی تپش کے انداز مین نکلتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس وقت تک بسملون کو گرمی رفتار قاتل کا خیال لگا ہوا ہی

رنگ نے گل سے دم عرض پریشانی بزم   برگ گل ریزہ مینا کی نشانی مانگے

حال پریشانی بزم کے اظہار کے وقت رنگ نے پھولون سے انکی پتیان مانگ لین تاکہ اس سے شیشے کے اُن ٹکڑون کا جو محفل مین ٹوٹنے کے بعد پڑے رہ جاتے ہین نقشہ کھینچکر اہل محفل کو دکہاے۔ رنگ سے مراد رنگ گل یعنی گل جو پھولون کی پتیون پر ہی وہ یہ پتیان لیکر اُن ٹوٹے ہوے مینا ے مے کے ٹکڑون کی تصویر دکہا رہا ہے جو پریشانی بزم عشرت کے وقت بزم مین پاے جاتے ہین۔

آمد خط سے نہ کر خندۂ شیرین کہ مباد   چشم مور آئینۂ دل نگرانی مانگے

آمد خط کی وجہ سے خندۂ شیرین نہ کر کہین ایسا نہو کہ چشم مور بھی آئینہ دل نگرانی طلب کرنے لگے یعنی خط کے حسن پر تیرا خوش ہونا اس بات کا خوف دلاتا ہی کہ چشم مور بھی جو کسی قابل نہین آئینہ دل نگرانی کیلئے طلب کرے چشم مور سے مراد ہی سبزۂ خط ہی۔

ہون گرفتار کمین گاہ تغافل کہ جہان   خواب صیاد سے پرواز گرانی مانگے

مین اس کمین گاہ تغافل مین جاکر گرفتار ہوا ہون جہان پرواز خواب صیاد سے گرانی مانگ کر آرام یا ماندگی کی تمنا مین رہتا ہی پھر اس کمین گاہ کی سختی کی حالت ہی پوچھنا بیکار ہے جہان پرواز بھی آرام کا متدعی اور طلبگار ہی۔

وحشت شور تماشا ہی کہ جون نکہت گل   نمک زخم جگر بال فشانی مانگے

شور تماشا کی وہ وحشت ہی کہ زخم سی جو گل کی طرح ہی نمک زخم نکہت گل کی مانند اُڑا جاتا ہے۔

وہ تپ عشق تمنا ہی کہ جون رشتۂ شمع   شعلہ تا نبض جگر ریشہ دوانی مانگے

مجھے اس تپ عشق کی خواہش ہی کہ جس مین یہ خاصیت ہو کہ شعلہ غم نبض جگر تک ریشہ دوانی کرتا چلا آے۔ جیسے کہ رشتہ شمع کے سوز کی ریشہ دوانی اس کی انتہا تک ہوا کرتی ہے۔

گر ملے حضرت بیدل کا خط لوح مزار   اسد آئینہ پرواز معانی مانگے

اگر حضرت بیدل کا لوح مزار کہین مل جاے تو اسد اُسی سے آرایش معانی کے لئے آئینہ مانگے یعنی اسی سے اکتساب فیض کرے۔

سرِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو   نہان ہر گرد باد دشت مین جام سفالی ہے

اگر نشۂ گردش کا سرور کوئی کیفیت پیدا کرے تو پھر جنگل کے ہر بگولے مین ایک جام سفالی نظر آے کیونکہ وہ بھی ہر وقت گردش مین ہی۔ مطلب یہ ہی کہ گردش کے لطف کو جو کہ تو نے نہین سمجھا اس لئے اس کے سرور سے واقف نہین۔

عروج نشہ ہی سر تا قدم قد چمن رویان   بجاے خود وگرنہ سرو بھی مینا ے خالی ہی

اصل یہ ہی کہ معشوقون کا قد سر سے پاؤن تک عروج نشے کی کیفیت پیدا کرتا ہی اور اسی سے اس کو عروج نشے کا لطف حاصل ہوتا ہی۔ ورنہ اگر قد ہی پر صرف دلکشی اور لطافت کو منحصر کہا جاے تو ہر سرو بھی ایک مینا ے خالی معلوم ہوتا ہی بات ہی کیا رہی صرف یہ فرق باعث دلکشی و بالیدگی انبساط ہے۔

ہوا آئینہ جام بادہ عکس روے گلگون سے   نشان خال رخ داغ شراب پرتگالی ہی

میرے محبوب کے عکس رخ سے آئینہ جام بادہ بن گیا کیونکہ وہ گلگون تہا اور شراب بھی

گلگون ہوتی ہو تو اس عکس کے پڑنے سے یہ معلوم ہوا کہ شیشہ مین شراب بھری ہوئی ہو اور اس کے خالِ رُخ کے عکس سے یہ گمان گزرتا ہو کہ پیالہ مین شراب پرتگالی کا داغ لگا ہوا ہے۔

بے پائے خامۂ مُو طے رہِ وصفِ کمر کیجیے — کہ تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی ہو

چاہیے کہ محبوب کے وصفِ کمر کی راہ کو موئے قلم کے پاؤن سے طے کرین کیونکہ اس کی کمر سرمنزلِ نازک خیالی کا ایک جادہ ہو لہذا بغیر پائے خامۂ مو کے طے ہونا محال ہو۔

اسد اٹھنا قیامت قامتون کا وقتِ آرائش — لباسِ نظم مین بالیدنِ مضمونِ عالی ہو

اے اسد جب یہ محبوبانِ قیامت قامت آرائش کے وقت کھڑے ہوتے ہین تو ایسا معلوم ہوتا ہو کہ کوئی مضمونِ عالی نظم کے سانچے مین ڈھل کر بڑھ گیا اور بلند سے بلند تر ہو گیا ہے۔

بہشتی ہو اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے — زمین جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہو

اہلِ زمین کالی گھٹائین دیکھ دیکھ کر مست ہو رہے ہین اور زمین خوشی اور مسرت کے جوش کی وجہ سے بھرا ہوا سفالی جام معلوم ہوتی ہو۔

اسد مت رکھ تعجب خرد ماغی ہائے منعم کا — کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے

اے اسد اگر دولت مند کچھ خرد ماغ واقع ہوا ہو تو اس سے تعجب نہ کر تعجب کی بات نہین ہو کیونکہ یہ نامرد قالین کے میدان کا شیر افگن ہو لہذا اس کو بھی خرد ماغ ہونا چاہیے۔ قالین پر شیر وغیرہ کی تصویرین ہوتی ہین اور منعم قالین پر بیٹھتا ہو اسلئے اسکو شیر افگنِ قالین کہا

نشۂ مے بے چمن دودِ چراغِ کشتہ ہے — جام داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے

نشہ ہو اور صحنِ باغ نہ ہو تو وہ نشہ ایسا معلوم ہوتا ہو کہ جیسے بجھے ہوئے چراغ کا دھوان ہوتا ہو اور اس صورت مین جام ایک داغ معلوم ہوتا ہو کہ جس کو شعلے سے زراندود

کر دیا ہے۔

داغِ ہمدیگر مین اہلِ باغ گر گل ہو شہید — لالہ چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے

اہلِ باغ ایک دوسرے سے رشک کرتے ہین اور یہ حالت ہو کہ اگر خونین کفن گل شہید ہو تو لالہ اس چراغ کی جس کو بجھا دیا ہو چشمِ حسرت آلود معلوم ہو۔

شور ہے کس بزم کے عرضِ جراحت خانہ کا — صبح یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے

نہ معلوم یہ کس بزم کے جراحت خانہ کے ظاہر کرنے اور پیش کرنے کی زمانہ مین دھوم مچی ہوئی ہو کہ صبح بھی ایک زخمِ نمک سود معلوم ہوتی ہے اور یہ زخم اس چراغ کا ہو جس کو کشتہ کر دیا گیا ہو۔ بلحاظ چاک کے صبح کو زخم سے اور بلحاظ سفیدی کے زخمِ نمک سود سے تشبیہ دی گئی ہو۔

نامرادِ جلوہ ہر حالت مین حسرت گل کرے — لالہ داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے

وہ شخص کہ دیدِ جلوہ سے محروم اور نامراد رہا اس سے ہر صورت اور ہر حالت مین حسرتون کا اظہار ہوتا ہو۔ چراغِ کشتہ جو حالتِ محرومیِ جلوہ مین شہید کر دیا گیا اپنے داغِ شعلہ فشان کا لالہ کے بھیس مین اظہار کر رہا ہے۔ اس شعر مین گل کرنا ظاہر کرنے کے معنی مین آیا ہو اور یہ صرف تناسبِ الفاظ کے لئے ہے۔

ہو جہان تیرا دماغِ ناز مستِ بیخودی — خوابِ نازِ گلرخان دودِ چراغِ کشتہ ہو

جس جگہ کہ تیرا دماغِ ناز بیخودی سے مست ہو یعنی جہان تو مست ہو کر بیخود ہو وہان معشوقون کا خوابِ ناز بھی بے قدر اور بے کیف ہو جائے گا۔ اور وہ خواب اس چراغ کا دھوان بن کر رہ جائے گا جو بجھنے کے بعد پریشان ہو جاتا ہو یعنی تجھے اس حالت مین دیکھنے کے بعد ان کا خواب خوابِ پریشان کی صورت اختیار کرے گا۔ اور ان کے آرام کی صورت ہی بدل جائے گی۔

ہو دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسد — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے

اے اسد میرا بجھا ہوا دل شوخی مقصد کی وجہ سے داغ ہو کر رہ گیا ہو اور شعلہ حصول مقصود کے لئے گویا ایک فال بد ہی جس سے بد انجامی کا اظہار ہو رہا ہو آخر مین نے شعلہ کو بھی دیکھا کہ وہ مقصد چراغ کے لئے ایک فال بد تھا جس کا انجام چراغ کا کشتہ ہو جانا ہوا۔ ایسا ہی کچھ میرے حق مین بھی ہونے والا ہے۔ کیونکہ فال ویسی ہی ہو۔

ہنگام تصور ہون دریوزہ گر بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جام گدائی ہے

مین تصور محبوب کے وقت جو سر بزانو بیٹھا ہون تو گویا بوسہ کی بھیک مانگ رہا ہون اور یہ کاسۂ زانو میرے لئے بھیک مانگنے کا پیالہ ہو۔ چونکہ زانو پر سر جھکا کر بوسہ محبوب کا خیال ہو اس لئے کاسۂ زانو کاسۂ گدائی ہے۔

وہ دیکھ کے حسن اپنا مغرور ہوا غالب — صد جلوۂ آئینہ ایک صبح جدائی ہو

صبح جدائی سو آئینون کا ایک آئینہ ہو۔ اسی آئینہ مین میرے محبوب نے اپنا حسن دلکش دیکھا۔ جس سے وہ مغرور ہو گیا اور مجھ سے ملنے کے لئے اس کے دل مین انکار پیدا ہوا صبح جدائی سے وہ صبح بھی مراد ہو سکتی ہو جو شام وصل کے بعد نمودار ہو یعنی اس نے اس مین اپنا حسن دیکھا اور مجھ سے جدا ہوا۔

یون بعد ضبط اشک پھرون گرد یار کے — پانی پئے کسو پہ کوئی جیسے وار کے

اشک آنکھون مین بھرے ہین اور محبوب کے گرد پھر رہے ہین گویا کہ محبوب پر دار وار کر پانی پی رہے ہین۔ یہ ایک رسم ہے کہ مریض پر یا کسی عزیز پر وار کر پانی پی لیتے ہین آب اشک کو پانی اور چشم پر آب کو جام سے تشبیہ دینا مسلمات سے ہے۔

بعد از وداع یار بخون در طپیدہ ہین — نقش قدم ہین ہم کف پائے نگار کے

وداع یار کے بعد ہم خون مین لوٹ رہے ہین اور ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے کہ اس کے مہندی لگے ہوئے پاؤن کے نقش قدم ہین۔ چونکہ نقش قدم بھی خاک پر پڑتا ہو

اسی افتادگی کی وجہ سے خود کو نقش قدم کہا اور چونکہ خون مین لوٹ رہے ہین اس لئے حنائی پاؤن کا نشان بتایا گیا۔

ظاہر ہے ہم سے کلفت بخت سیاہ روز — گویا کہ تختۂ مشق ہین خط غبار کے

ہم کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہو کہ بخت سیاہ کی تکلیف کس درجہ پر ہوتی ہو اور کتنی ہوتی ہو اس مصیبت کا اظہار تمام تر ہمین سے ہوتا ہو گویا کہ ہم زمانہ کے لئے خط غبار کی لوح مشق ہین (غبار سے مراد تکالیف زمانہ) اور خط غبار ایک خط بھی ہو۔ چونکہ اس لفظ مین ایہام ہو لہذا بنظر تناسب اس کو یہان صرف کیا گیا۔

حسرت سے دیکھ رہتے ہین ہم آب و رنگ گل — مانند شبنم اشک ہین مژگان خار کے

پھولون کی آب و تاب کا دور سے نظارہ کر کے حسرتین کر رہے ہین گویا کہ ہم بے بس مژگان خار کے اشک ہین۔ ع

مین ہون وہ قطرۂ شبنم جو ہو خار بیابان پر

ہم مشق فکر وصل و غم ہجر سے اسد — لائق نہین رہے ہین غم روزگار کے

غم فراق اور فکر وصل بس یہی دو کام ہین جو ہمارے لئے مخصوص ہو گئے ہین اور کوئی کام ہم سے نہین ہو سکتا۔ زمانہ کے دوسرے غم اٹھانے کی ہم کو مہلت ہو نہ ضرورت ہو۔ نہ قدرت ہے ؎

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

بہ نقص ظاہری رنگ کمال طبع پنہان ہے — کہ بہر مدعائے دل زبان لال زندان ہو

نقص ظاہری مین طبیعت کے کمال کا رنگ پوشیدہ ہو کیونکہ مدعائے دل نکلنے نہین پاتا اور وہ دل مین رہ جاتا ہو۔ گویا کہ زبان گنگ ایک قید خانہ ہو جو کمال طبع کو محفوظ رکھتا ہو۔ اور اس کو برباد نہین ہونے دیتا۔

خموشی خانہ زادِ چشم بے پروانگاہان ہے　　غبارِ سرمہ یان گرد سواد سنبلستان ہے

خاموشی گویا کہ ان بے پروا نگاہ معشوقون کی غلام خانہ زاد ہے اور غبار سرمہ سواد سنبلستان کی گرد معلوم ہوتا ہے۔ غبار سرمہ سے مراد وہی خاموشی ہے۔ سواد سنبلستان سے مراد معشوق سنبلستان خط رخسار۔ چونکہ سواد سرمہ یعنی خموشی کا تعلق دہن محبوب سے ہے اور دہن سبزہ سے قریب ہے اسواسطے اس خاموشی کو گرد سواد سنبلستان کہا گیا یا یہ کہ چشم کو چونکہ سخنگو بھی کہا گیا ہے مگر جو معشوق کہ اپنے عجب اور بے پروائی کی وجہ سے نگاہ بھی نہین کرتے اُن کی آنکھ گویا خاموش ہے۔ اور غبار سرمہ جس کا آنکھ سے تعلق ہے وہ گویا گرد سواد سنبلستان ہے۔

زبس دوش رم آہو پہ ہے محمل تمنا کا　　جنون قیس سے بھی شوخی لیلیٰ نمایان ہے

چونکہ تمنا کی محمل یعنی تمنا کی آرام گاہ رم آہو کے دوش پر ہے یعنی حالت رمیدگی مین ہے اس واسطے قیس کے جنون سے بھی شوخی لیلےٰ کا اظہار ہوتا ہے لیلی مین بذات خود رمیدگی ہے اور مجنون کی تمنا دوش رمیدگی پر ہے اس واسطے دونون مین یکسانیت ہے۔

نقاب یار ہے غفلت نگاہی اہل بینش کی　　مژہ پوشیدنی ہا پردۂ تصویر عریان ہے

اہل بینش کی غفلت نگاہی نے یار کے چہرے پر نقاب ڈالدیا ہے اور اُن کا آنکھین بند کرلینا اس تصویر عریان کا پردہ بن گیا ہے حاصل یہ ہے کہ اس کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے مگر اس واسطے نہین دکھائی دیتا کہ ہم لوگ خود غافل ہین اور ہماری غفلت اُسکے جلوہ کا پردہ بنی ہوئی ہے۔

اسدؔ بند قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ　　اگر وا ہو تو دکھلادون کہ یک عالم گلستان ہے

اے اسد بند قبائے یار اپنی بہار کے لحاظ سے غنچۂ باغ فردوس ہے اگر وہ کھل جائے تو مین لوگون کو دکھا دون کہ گلستان ہی گلستان کا عالم نظر آئے۔

رہا بے قدر دل در پردۂ جوش ظہور آخر　　گل و نرگس بہم آئینہ و اقلیم کوران ہے

جوش ظہور کے پردے مین دل بے قدر رہا اور باوجود ظاہر ہونے کے اُس کو کسی نے نہ دیکھا گویا گل موجود ہے مگر نرگس اس کو دیکھ نہین سکتی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے اندھون کی ولایت مین آئینہ گو بذات خود آئینہ سبھی کچھ ہے مگر اقلیم کوران مین کوئی اس کا پوچھنے والا نہین ہے اور وہ بے قدر ہے۔ جوش ظہور سے مراد یہان دنیا ہوسکتی ہے۔

تکلف ساز رسوائی ہے غافل شرم رعنائی　　دل خون گشتہ در دست حنا آلود عریان ہے

اے غافل رعنائی کو شرم کرنا چاہیے کہ اس کا تکلف سامان رسوائی پیدا کر رہا ہے تکلف مین تو مہندی لگاتا ہے اور وہ مہندی بھرا ہاتھ بتا رہا ہے کہ تو نے دل کا خون بہایا ہے اور دنیا اس کو دیکھ رہی ہے۔ حنا آلودگی حالت خون شدگی دل کو عریان کرکے تجھے رسوا کر رہی ہے

تکلف برطرف خواب زلیخا جمع کر ورنہ　　پریشان خواب آغوش وداع یوسفستان ہے

تکلف کو چھوڑ اور ایک خواب زلیخا کے خواب کی طرح حاصل کر ورنہ اصل بات یہ ہے کہ خواب پریشان یوسف کے وداع کا آغوش ہو جائے گا۔ پریشانی کو کشادگی سے تعبیر کرکے آغوش وداع جو کشادہ ہوتی ہے قرار دیا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ دل جمعی حاصل کر ورنہ یوسف مقصود کا پانا محال ہے۔

اسدؔ جمعیت دل در کنار بیخودی خوشتر　　دو عالم آگہی سامان یک خواب پریشان ہے

اے اسد تمام جمعیت دل بیخودی کی گود مین اچھی معلوم ہوتی ہین گویا کہ یہ زمانہ بھر کی آگاہی اور ہوشیاری ایک خواب پریشان کے واسطے پیدا ہوئی ہین۔

عاشق نقاب جلوۂ جانانہ چاہیے　　فانوس شمع کو پر پروانہ چاہیے

عاشق کو جلوۂ محبوب کا نقاب ہونا چاہیے اور اپنے معشوق کے جلوہ پر نور پر اسطرح چھا جانا چاہیے جس طرح کہ جہان شمع ہو وہان پروانون کے پر سے فانوس بننا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

پیدا کرین دماغ تماشاے سرو گل   حسرت کشون کو ساغر و مینا نہ چاہئے

حسرت کشون کو ساغر و مینا کی ضرورت نہین ہو اور اس کی حسرت نہ کرنا چاہئے بلکہ سرو و گل کے دیکھنے کے لئے جگر پیدا کرین اس واسطے کہ خود سرو بجاے مینا کے اور گل بجاے ساغر کے ہو (یہی) ان کی سرور کا باعث ہو جاینگے۔

دیوانگان ہین حامل راز نہان عشق   اے بے تمیز گنج کو ویرانہ چاہئے

عشق کے راز اور رموز پوشیدہ کے حامل دیوانے ہین اور کیون نہون اسواسطے کہ خزانہ ہمیشہ ویرانون مین دفن کیا جاتا ہے دیوانے بمنزلہ ویرانے کے ہین اور راز نہان عشق بمقابلے خزانے کے ہین۔

ساقی بہار موسم گل ہے سرور بخش   پیمان سے ہم گزر گئے پیمانہ چاہئے

اے ساقی موسم گل کی بہار سرور افزا ہی اگرچہ ہم نے ترک شراب نوشی کا عہد کرلیا تھا مگر اب ہم کو پیمان کی ضرورت نہین ہم پیمانہ چاہتے ہین۔

ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقت قہقہہ   کرمک شبتاب آسا مہ پر افشانی کرے

اگر میرا دوست قہقہہ مار کر ہاتھ پر ہاتھ مارے جیسا کہ دستور ہو کہ قہقہہ کی ہنسی ہنس کر ہاتھ پر ہاتھ مارا کرتے ہین تو اس کے اثر سے چاند کرم شب تاب کی طرح پر افشانی کرنے لگے اور تڑپ کی صورت اس مین پیدا ہو جائے۔

وقت اس افتادہ کا خوش جو قناعت سے اسد   نقش پاے مور کو تخت سلیمانی کرے

وقت اس افتادہ کا خوش۔ فارسی کے محاورے کا ترجمہ ہو۔ جیسے عرفی ایک شعر مین کہتا ہو کہ ؎

وقت عرفی خوش کہ نگشود چون در بر رخش
بر در نگشودہ ساکن شد در دیگر نزد

اُردو مین کہین گے اے اسد وہ شخص بڑا اچھا جو قناعت کرکے ایک جگہ پڑا رہے اور نقش پاے مور کو تخت سلیمان سمجھے۔ نقش پاے مور بوجہ افتادگی زمین سے کہا گیا ہے

ہو صریر خامہ ریزشہاے استقبال ناز   نامہ خود پیغام کو بال و پر پرواز ہے

صریر خامہ (وہ آواز جو لکھنے کے وقت قلم سے نکلتی ہو) صریر خامہ نہین ہو بلکہ استقبال ناز کی ایک ریزش اور بارش ہو یعنی ناز خود پیغام کا استقبال کرتا ہو اس طرح سے گویا نامہ خود پیغام کے لئے پر پرواز بن جاتا ہو۔ نامہ کی تشبیہ بوجہ اس بسط اور کشادگی کے پر پرواز سے دی گئی جو اس مین موجود ہو۔

سرنوشت اضطراب انجامی الفت نہ پوچھ   نال خامہ خار پیراہن آغاز ہے

نہ پوچھ کہ محبت والفت کی سرنوشت مین آخر آخر مین کس قدر اضطراب بیقراری لکھی ہوئی ہو گویا کہ نال خامہ وہ سوت جو قلم کے جوف سے قلم بناتے وقت نکلتا ہے وہی نال خامہ یا خود نے خامہ پیراہن آغاز محبت کے لئے کانٹون کا کام دیتا ہو یعنی تقدیر محبت لکھتے ہوے قلم کا سوت یا خود قلم آغاز محبت کے لئے کانٹے ہین جو بیقرار کرتے ہین۔

شوخی اظہار کو جز وحشت مجنون اسد   بسکہ لیلاے سخن محمل نشین راز ہے

مجنون کی وحشت کے سوا کوئی اس کی شوخی کا اظہار نہین کرسکتا کیونکہ لیلاے سخن راز کے محمل مین پوشیدہ ہو لہذا پہلے مجنون کی سی وحشت پیدا کی جاے تب اس شوخی کا اظہار ہو سکتا ہو۔

خواب جمعیت مخمل ہو پریشان مجھ سے   رگ بستر کو ملی شوخی مژگان مجھ سے

خواب مخمل سے مراد ہو مخمل کا یکسان اور ہموار ہونا یہ بھی بالکل خواب سبزہ کی طرح ہو کہ سبزہ کے گرنے ہموار ہونے اور کو سبزہ خوابیدہ کہتے ہین۔ کہتے ہین کہ بستر مخمل میری وجہ سے پریشان ہو اور رگ بستر کو مین نے شوخی مژگان عنایت کردی ہو گویا کہ ہر ایک ریشہ مخمل

ایک نشترِ مژگان ہوگیا ہے جو بےخوابی کی وجہ سے باز ہے۔ چونکہ برابر شبِ ہجر میں نے کروٹیں بدلی ہیں اور پریشان رہا ہون لہذا مخمل کی بھی نیند اڑ گئی۔ اور رگِ بسترِ مژگان واماندہ ہوگئی۔ ایسا ہی شعر ہے جو مرزا معز فطرت نے کہا ہے ؎

ز بس دادم بکف سر رشتہ آشفتہ حالی را
رگِ خواب پریشان کردہ ام خوابِ نہالی را

کنج تاریک و کمین گیری اختر شمری　　عینک چشم بنا روزن زندان مجھ سے

مین قید ہون اور زندان کے ایک تاریک گوشہ مین روزن دیوار زندان سے شب فراق کے تارے گن رہا ہون گویا کہ روزن زندان کو مین نے عینک چشم بنا دیا ہے۔

اے تسلی ہوس وعدہ فریب افسون ہے　　ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ سامان مجھ سے

اے میری تسلی دل چونکہ مجھے اپنے محبوب سے ابھی وعدہ کی ہوس ہے بس وہی فریب وعدہ میرے واسطے افسون بنا ہوا ہے اور مین خاموش ہون ورنہ کیا مجھ سے ایک ایسا نالہ نہین ہو سکتا جو تمام تر سامان میرے واسطے مہیا کرے۔

بستن عہد محبت ہمہ نادانی تھا　　چشم نکشودہ رہا عقدۂ پیمان مجھ سے

عہد محبت کا باندھنا سراسر میری نادانی پر مبنی تھا اس سے کوئی نتیجہ نہین نکلا بلکہ وہ گرہ جو پیمان محبت کے وقت باندھی گئی تھی وہ ایک چشم ناکشودہ ہو کر رہی یعنی یار نے مجھے آنکھ کھول کر بھی نہ دیکھا اور بیکار ثابت ہوئی۔

اے اسد دسترس وصل تمنا معلوم　　کاش ہو قدرت برچیدن دامان مجھ سے

اے اسد مجھے تمنا کی دسترس اور قدرت وصل معلوم ہے جس قدر کہ ہے کاش ایسا ہو کہ بے تعلقی کی قدرت پیدا ہو جائے یعنی اس امید مین کبھی میری تمنا اپنے مقصد کو تو پہونچیگی نہین چاہتا یہ ہون کہ اس مین یہ قدرت پیدا ہو جائے کہ مجھ سے علیحدہ ہو جائے۔

نگہ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسد　　ہے چراغان خس و خاشاک گلستان مجھ سے

اے اسد میری نگاہ گرم سے آگ برس رہی ہے اور میری وجہ سے تمام خس و خاشاک ہر جنگل مین چراغان معلوم ہوتا ہے یعنی جدھر نگاہ گرم سے دیکھتا ہون آگ لگ جاتی ہے

زلف سے شب درمیان دادن نہین ممکن دریغ　　ورنہ صد محشر بہ رہن صافی رخسار ہے

زلف کو ایک رات فرض کیا اور رخسار کو صبح محشر کہا اسی بنا پر شعر کے یہ معنی ہین کہ زلف کی رات گزارنا اور اس رات کو چھوڑ جانا ممکن نہین ہے ورنہ اس کے رخسار کی صفائی مین سیکڑون محشر رہن اور پوشیدہ ہین۔

دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ رات گزرنے کے بعد دن آتا ہے اور دن گزرنے کے بعد رات آتی ہے لہذا کہتے ہین کہ افسوس ہے تو اتنا ہے کہ ہم اپنے محبوب کی زلف کی رات کو ہر محشر کے دن کے درمیان مین نہین ڈال سکتے کہ دن گزرے اور فوراً یہ رات آجائے ورنہ اس کی صفائی رخسار سے سیکڑون قیامتین پیدا ہو سکتی ہین کہ ایک حشر گزرا اور یہ شب زلف درمیان مین آئی پھر روز حشر صفائی رخسار گزرا پھر شب زلف درمیان مین آگئی۔ اسی طرح صد محشر پیدا ہو سکتے ہین۔

در خیال آباد سودائے سر مژگان دوست　　صد رگ جان جادہ آسا وقف نشتر زار ہے

گویا مژگان دوست کا سودا اور خیال ایک شہر ہے جس کا نام خیال آباد ہے اس مین راستے اور سڑکین رگ جان کی بنی ہین جہان نشتر زار ہی نشتر زار ہین مطلب یہ ہے کہ خیال مژگان دوست مین رگ جان مین سیکڑون نشتر زار چبھے ہوئے ہین۔

بسکہ ویرانی سے کفر و دین ہوئے زیر و زبر　　گرد صحرائے حرم تا کوچہ زنار ہے

چونکہ ویرانی کی وجہ سے کفر اور دین سب کے سب زیر و زبر ہو گئے ہین تو آج یہ حالت ہے کہ صحرائے حرم کی گرد زنار کے کوچہ تک پائی جاتی ہے مطلب

یہ ہے کہ زمانہ کے انقلاب نے اس قدر ابتری پھیلائی کہ آج کفر و اسلام یکسان ہو کر رہ گئے ہین۔

اے سر شوریدہ ناز عشق و پاس آبرو　　یک طرف سودا و یک سو منت دستار ہے

اے سر شوریدہ ادہر تو عشق کا ناز ہے اور ادہر حفظ آبرو کا خیال ہے یہ تو بالکل وہی بات ہوئی کیا ایک طرف تو پگڑی بچانے کی فکر ہے اور ایک طرف سر مین سودا بھی رکھنا ہے۔

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی
عبادت برق کی کرتا ہون اور افسوس حاصل کا　　غالب

وصل مین دل انتظار طرفہ رکھتا ہے مگر　　فتنہ تاراج تمنا کے لئے درکار ہے

دل کو وصل محبوب مین بھی ایک انتظار ہے اور یہ انتظار کچھ عجب انتظار ہے ظاہرا اسوقت تو کسی انتظار کی ضرورت ہے نہین بس ہے تو یہی ہے کہ تاراج تمنا کے لئے کسی فتنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

خانمان ہا پائمال شوخی دعوی اسد　　سایۂ دیوار سیلاب در و دیوار ہے

اے اسد بہت سے گھر ہین جنھین شوخی دعوی نے پامال کر دیا ہے یہ سمجھ لے کہ سایۂ دیوار اس بارہ مین در و دیوار کے لئے سیلاب کے مانند ہے جو اُس کو تباہ و برباد کر دیتا ہے

محبت طرز پیوند نہال دوستی جانے　　دویدن ریشہ سان مفت رگ خواب زلیخا ہے

محبت نہال دوستی کا طریق پیوند جانتی ہے یعنی محبت ایک ایسی چیز ہے جو نہال دوستی کی پیوند کا طریقہ جانتی ہے۔ خواب زلیخا کے لئے دوڑنا اور ریشہ دوانی کرنا بالکل آسان ہے یعنی رگ خواب زلیخا کا اثر یوسف تک پہونچا ہے۔

نشاط دیدۂ بینا ہے کو خواب و چہ بیداری　　بہم آوردہ مژگان بوسۂ روے تماشا ہے

یعنی خواب ہو یا بیداری ہو چشم بینا کے لئے دونون ایک ہین اور وہ دونون سے نشاط حاصل کرتی ہے گویا اگر چشم حقیقت بین بند ہوتی ہے تو اس بند ہونے مین اسکی پلکون کا ملنا روے تماشہ کا بوسہ لینا ہے مژگان کے ملنے کو بوسۂ روے تماشہ اسلئے کہا گیا کہ اس مین بھی منہ اور رخسار ملتے ہین۔

نگہ معمار حسرت ہا چہ آبادی چہ ویرانی　　کہ مژگان جس طرف وا ہو بکف دامان صحرا ہے

میری نگہ شوق حسرتون کی معمار ہے یعنی برابر حسرتون کی عمارتین بناتی چلی جاتی ہے خواہ وہ آبادی ہو خواہ ویرانی ہو۔ کچھ بھی ہو اور حالت یہ ہے کہ جس طرف ہم نظر اٹھا کر دیکھتے ہین دامان صحرا ہی نظر آتا ہے جسے بسانے اور آباد کرنے کی ضرورت ہے۔

نہ سوے آبلون مین گر سرشک دیدۂ نم سے　　بہ جولانگاہ نومیدی نگاہ عاجزان پا ہے

مصیبت یہ ہے کہ دیدۂ نم کے آنسو آبلے ہین جنکی وجہ سے نگاہ سو گئی ہے یعنی یہی آنسوؤن کا پانی نگاہ کو ساتھ لیکر آبلون مین آرام کر رہا ہے اگر ایسا نہو تو میدان نا امیدی مین عاجزون کی نگاہ پاؤن کا کام دیتی ہے۔ اور وہ اس میدان کی اسی پاؤن سے تک و دو کرتے رہتے ہیں۔

بہ سختی ہاے قید زندگی معلوم آزادی　　شرر ہم بند دام رشتۂ رگہاے خارا ہے

زندگی کی قید کی سختیون سے جیتے جی آزادی محال اور ناممکن ہے شرر کو دیکھئے کہ وہ رگ سنگ (وہ لکیرین جو پتھر مین ہوتی ہین) کے تاگون کے جال مین جکڑا ہوا ہے اور آزاد نہین ہو سکتا۔ اسی طرح کوئی شخص جیتے جی سختی کی قید سے آزادی نہین پا سکتا۔ ایک جگہ فلسفیانہ طریق سے کہتے ہین ؎

قید حیات و بند غم اصل مین دونون ایک ہین
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیون

اسد یاس تمنا سے نہ رکھ امید آزادی　　گداز آرزوہا آبیار آرزوہا ہے

لے اسدؔ یہ نہ سمجھنا کہ تمناؤن سے مایوس ہونے کے بعد آزادی حاصل ہو جائے گی اور اب کوئی تمنا پیدا نہ ہوگی یہ سمجھ لے کہ یہ آرزوئین جو گذار یا کربانی ہوتی ہین یہ آرزوئین کی آبیاری کر رہی اور اُن کو سینچ رہی ہین لہٰذا عنقریب مایوسی ہوگی اور زیادہ آرزوئین پیدا ہون گی۔

بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلّف بارِ بستر ہے
معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے

شوخیِ اعضا کے ہوتے تکلف بستر کے لئے بار معلوم ہوتا ہے میرے بستر کے ہر تار کے لئے کشمکش اور پیچ و تاب معاف ہے یعنی میری تڑپنے میرے ہر تارِ بستر کو کشمکش اور پیچ و تاب کے لئے مجاز کر دیا ہے۔

مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر
بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخار بستر ہے

حالت یہ ہو کہ پلکین فرشِ راہ بنی ہوئی ہین۔ دل ناتوان ہے اور پڑا ہوا ہے۔ آرزو بیقرار ہو تو اس صورت مین میرا بستر میرے پائے خفتہ کے واسطے وادیِ پرخار ہے جس کی پائے خفتہ سے سیر کر رہا ہون۔

ہو سکے کیا خاک دست و بازوئے فرہاد سے
بیستون خوابِ گرانِ خسرو پرویز ہے

بھلا اس صورت مین فرہاد کے دست و بازو سے کیا کام ہو سکتا ہے کہ خسرو پرویز شیرین کے ساتھ اپنی خواب گران مین مشغول ہو گویا کہ یہ بیستون پرویز کی نیند ہے جو پہاڑ کی صورت مین فرہاد کے سامنے ہے ایسی حالت مین اس کے ہاتھ پاؤن کیا کام کر سکتے ہین۔

ان ستم کیشون کے کھائے ہین بس تیرِ نگاہ
پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے

چونکہ سفاک معشوقون کے سیکڑون ہزارون تیرِ نگاہ کھائے ہین تو اسی سے آج یہ کیفیت ہو کہ بادام کا پردہ یعنی چھلکا ایک حسرت بیز چھلنی بن کر رہ گیا ہو گویا بادام کے چھلکے کے سوراخ زخم ہین جو نگاہون کے تیر سے پیدا ہوئے ہین۔

خونچکان ہی جادہ مانندِ رگِ سودائیان
سبزۂ صحرائے الفت نشترِ خونریز ہے

محبت کا جادۂ راہ سودائیون کی رگ کی طرح خونچکان ہو رہا ہے گویا صحرائے الفت کا سبزہ ایک خونریز نشتر ہے جو برابر خونچکانی کر رہا ہے یہان محبت کی سختیِ راہ کا بیان مقصود ہے جو ایک تشبیہی صورت مین بیان ہوا ہے۔

عارضِ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسدؔ
جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے

فصلِ بہار کے رخسار یعنی اُس کی رونق اور تر و تازگی دیکھ کر دوست کا پُررونق چہرہ یاد آیا اصل یہ ہے کہ فصلِ بہار نہایت ہی جوش انگیز اور ولولہ خیز چیز ہے۔

ہی بہار تیز رو گلگون نکہت پر سوار
یک شکستِ رنگِ گل صد جنبشِ مہمیز ہے

بہار نہایت تیزی کے ساتھ خوشبو کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلی جا رہی ہے اور ایک شکستِ رنگِ گل سے سیکڑون جنبشِ مہمیز کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ مہمیز کرنا گھوڑے پر ایڑ لگانے کو کہتے ہین۔

شبنم آسا کو مجال سبحہ گردانی مجھے
ہی شعاعِ مہر زنارِ سلیمانی مجھے

سبحہ گردانی اور تسبیح پڑھنے کا شوق شبنم ہی کو مبارک رہے مجھے اس کی مجال نہین ہے بلکہ شعاعِ آفتاب میرے لیے زنارِ سلیمانی ہے۔ زنارِ سلیمانی اُس خط کو کہتے ہین جو مہرون پر باریک باریک لکیرین ہوا کرتی ہین یعنی زنارِ سلیمانی ہی میرے واسطے شعاعِ آفتاب کا کام دے رہا ہے۔

بلبلِ تصویر ہون بیتابِ اظہارِ تپش
جنبشِ بالِ قلم جوشِ پریشانی مجھے

مین بلبلِ تصویر ہون کہ اپنے سوزِ تپش کے ظاہر کرنے کے واسطے بیتاب ہون قلم کی وہ جنبش جو میرے کھینچنے اور بنانے مین ہوتی ہے میرے لئے ایک

جوشِ پریشانی ہے۔ یعنی اُسی سے میری پریشانی کا اظہار ہوتا ہے۔

واکیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس   ناخنِ بُرّیدہ ہے تیغِ صفاہانی مجھے

میرے تارِ نفس کی گرہ اس سے کھل نہیں سکی یعنی یہ میری زندگی کی گتھیوں کو نہیں سلجھا سکی اس لیے میں تیغ اصفہانی کو ایک ناخن بریدہ کی مانند سمجھتا ہوں جو سراسر بیکار ہے

جو غزل ذیل میں لکھی جاتی ہے یہ غالب کی ایک ایسی غزل ہے جو بعض بعض پرچوں میں خود انھیں کے نام سے چھپ چکی ہے اور بعض بیاضوں میں بھی انہیں کے نام سے پائی جاتی ہے چنانچہ میرے پاس جو دو بیاضیں قلمی قدیم موجود ہیں اُن میں یہ غزل غالب ہی کے نام سے ہے مگر نہ مطبوعہ مروجہ دیوان میں اس کا کہیں نام و نشان ہے اور نہ حمیدیہ نسخے میں اس کا کوئی پتہ چلتا ہے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے اسکے یہ بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ غزل غالب کے تخیل سے کوئی نسبت رکھتی ہے مگر میں پھر بھی بغیر کسی قسم کی صحیح رائے کے اظہار کے اور غزلوں کے ساتھ اس کی بھی شرح کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اگرچہ بادی النظر میں اس کی شرح کی کوئی خاص ضرورت اور احتیاج نہیں دیکھتا۔ مگر چونکہ میرا اصول شرح یہ رہا ہے کہ کسی شعر کو یہ کہکر نہ چھوڑا جائے کہ بالکل صاف شعر ہے اس واسطے اس کا لکھنا ہی زیادہ انسب ہے۔

بتائیں ہم تمھارے عارض و کاکل کو کیا سمجھے   اسے ہم سانپ سمجھے اور اُسے من سانپ کا سمجھے

تم ہم سے پوچھتے ہو کہ تم ہمارے رخسار اور زلفوں کو کیا سمجھتے ہو تو خیر لو بتاتے ہیں۔ اسے یعنی زلف کو ہم سانپ سمجھے ہیں اور اسکو یعنی عارض کو سانپ کا من سمجھے ہیں اس شعر میں غیر مرتب لف و نشر کی ایک صورت پائی جاتی ہے۔

یہ کیا تشبیہ بیہودہ ہے کیوں موذی سے نسبت دیں   ہما عارض کو اور کاکل کو ہم ظلِ ہما سمجھے

یہ چونکہ پہلے شعر میں عارض کو سانپ کے من سے اور کاکل کو سانپ سے تشبیہ

دے چکے ہیں لہٰذا اِبا کرکے کہتے ہیں کہ استغفراللہ یہ ہم نے کیا تشبیہ دی موذی سے تشبیہ دینا بری بات ہے۔ لہٰذا عارض ہما ہے اور کاکل ہما کا سایہ ہے ہما ایک مشہور مبارک فال جانور ہے جس کے سر پر اس کا سایہ پڑے اس کے لئے حکم لگایا جاتا ہے کہ وہ بہت نصیبہ ور ہوگا۔

غلط ہی ٹھہری تشبیہ تو ایک طائر کی   اسے برگ سمن اور اسکو سنبل کی جٹا سمجھے

جیسا کہ پہلی تشبیہ کو معیوب قرار دیکر اس سے ابا کیا تھا اسی طرح اس تشبیہ سے بھی گریز کیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ تو بدتمیزی ہوئی وہ ہما کیا کچھ بھی کیوں نہ ہو ایک جانور سے تشبیہ دینا معیوب ہے بلکہ اس کا رخسار برگ سمن ہے اور اس کی زلف سنبل کی جٹا ہے۔

نباتاتِ زمیں سے انکو کیا نسبت معاذاللہ   اسے برق اور اُسے ہم کالے ساون کی گھٹا سمجھے

جی نہ مانا اور یہ تشبیہ کہ رخسار چنبیلی کے پھول کی پتی اور زلف سنبل کی جٹا ہے بھی مرغوب طبع نہ ٹھہری تو مجبوراً یہ کہا کہ نہیں گھاس پھونس سے ایسی عمدہ چیزوں کو کیا نسبت دی جائے بلکہ اس کے رخسار اپنی درخشانی اور صفائی کی وجہ سے برق ہیں اور اُس کی زلفیں ساون کی کالی گھٹا ہیں۔

گھٹا اور برق سے کیونکر گھٹا کر انکو نسبت دوں   اسے ظلمات اُسے ہم چشمۂ آب بقا سمجھے

مگر گھٹا اور برق رتبہ میں ایسے کہاں ہیں ان سے نسبت دینا تو اُن کے رتبہ کو کم کر دینا ہے بلکہ ہمارے نزدیک اُس کی زلفیں ظلمات ہیں اور رخسار چشمۂ آب بقا ہیں۔

جو کہئے یہ فقط مقصود تھا خضر و سکندر سے   ید بیضا اسے اور اسکو موسیٰ کا عصا سمجھے

یہ ظلمات اور آبحیات چونکہ خضر و سکندر سے متعلق ہیں لہٰذا یہ کہنا بھی فضول ہے ہم رخسار کو ید بیضا سمجھتے ہیں اور زلف کو بوجہ لمبائی کے موسیٰ کا عصا جانتے ہیں۔

ناموزون جو اس تشبیہ سے بھی داغ ان دونوں کو آتا ہو اسے وقت نماز صبح اور اسکو عشا سمجھے

پھر کہتے ہین کہ یہ بھی ٹھیک نہین بلکہ ہم رخسار کو صبح کی نماز کا وقت جانتے ہین کیونکہ وہ روشنی مین ان سے مشابہ ہین اور زلف کو نماز عشا کا وقت جانتے ہین کیونکہ وہ تاریکی مین اسی سے مشابہ ہے۔

جو یہ نسبت پسند خاطر والا نہو تو پھر اسے قندیل کعبہ اسکو کعبہ کی ردا سمجھے

اور اگر یہ نسبت بھی آپ کو پسند نہو تو ہم رخسار کو قندیل کعبہ اور زلف کو کعبہ کی ردا یعنی چادر کعبہ کہین گے۔ ردائے کعبہ بوجہ سیاہی کے کہا گیا۔

اسد ان ساری تشبیہون کو رد کرکے یہ کہتا ہے سویدا اس کو سمجھے اسکو ہم نور خدا سمجھے

یہ ساری تشبیہین بیکار سی ہین ہم ان تشبیہون کو مسترد کرکے کہتے ہین کہ اُس کی زلف کی سیاہی سویدائے دل ہے اور اُس کے رخسار کا نور نور خدا ہے۔

اگرچہ اس غزل مین مرزا کا رنگ طبعی بالکل نہین پایا جاتا۔ مگر چکنی ڈلی کی مدح دیکھتے ہوے اور اُن تشبیہون پر نظر رکھتے ہوے اس تشبیہی غزل کو بھی اُن سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اصل مین اُردو مین وہ جو کچھ کہتے تھے یا بادشاہ کے حکم سے یا خاطر احباب سے کہتے تھے اور جب یہ مسلم ہے تو پھر اسے بھی مرزا سے منسوب کرنا ہی پڑے گا۔

غیر نسیم صبح جب کنعان مین بوئے پیرہن لائی پئے یعقوب ساتھ اپنے نوید جان وتن لائی

یہ تلمیح ہے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف۔ کہتے ہین کہ نسیم صبح جب مصر کی طرف سے خوشبوئے پیراہن یوسف لیکر کنعان مین آئی تو گویا پدر مفارقت زدہ یوسف کے لئے جان وتن کے زندہ کرنے کی خوشخبری لیکر آئی۔

وقار ماتم شب زندہ دار ہجر رکھنا تھا سپیدی صبح غم کی دوش پر رکھکر کفن لائی

عاشق جو شب فراق مین رات بھر جاگتا رہا گویا اس کا وقار ماتم قائم رکھنے کے لئے صبح غم کی سفیدی اپنے کاندھے پر اُس کو دفن کرنے کے لئے کفن لیکر آئی یہ ایک نازک تخئیل ہے۔

ز آفت گاہ صحرائے ازل تا عرصۂ امکان مگر روح روان فتراک مین رنج ومحن لائی

صحرائے ازل ایک آفت گاہ تھا جہان آفتون اور بلاؤن کا ہجوم تھا تو اُس آفت گاہ ازل سے ہماری روح روان رنج ومحن اپنے فتراک کے تسمہ مین باندھ کر لائی اور میدان دنیا تک وہی ساتھ لئے ہوے چلی آئی۔

شہید شیوۂ منصور ہے انداز رسوائی مصیبت پیشگی مدعا دار ورسن لائی

چونکہ انداز رسوائی منصور کے شیوہ کا شہید اور دلدادہ ہے یعنی انداز رسوائی منصور کا عاشق اور قدر دان ہے اسی لئے مدعا کی مصیبت پیشگی اس کے واسطے دار ورسن لیکر آئی مصیبت پیشگی مدعا یہ کہ مدعا ہمیشہ کوئی نہ کوئی مصیبت پیدا کرتا ہے۔

وفا دامن کش پیرایۂ ہستی ہے اغالب کہ پھر نزہت گہ غربت سے تا حد وطن لائی

وفا لباس ہستی کا دامن کھینچ رہی ہے یہی وہ ظالم ہے کہ ہم کو غربت کی نزہت گاہ سے کھینچکر پھر وطن مین لے آئی۔

غیر مطبوعہ وفا جفا کی طلبگار ہوتی آئی ہے ازل کے دن سے یہ اے یار ہوتی آئی ہے

وفا ہمیشہ سے خود ظلم وستم کی طلبگار رہی ہے گویا کہ ازل کے دن سے یہ رسم جاری ہے اور برابر یہی بات ہوتی چلی آئی ہے یعنی جب کسی پر جفا ہوئی وہ اُس کی وفا کے سبب سے ہوئی۔

جواب جنت بزم نشاط جانان ہے مری نگاہ جو خونبار ہوتی آئی ہے

مین بزم نشاط دوست سے روتا ہوا آیا ہون - اور میری یہ نگاہ خونبار اسکی بزم نشاط کا جواب ہے یعنی اس کی بزم نشاط کا جو جنت کی مانند ہے میری نگاہ جو خونفشانی سے سراپا بہار معلوم ہوتی ہے جواب بن گئی ہے -

نموے جوش جنون وحشیو مبارکباد　　بہار ہدیۂ انظار ہوتی آئی ہے

اے وحشیو جوش جنونکا نمو تم کو مبارک ہو - وحشت کے بڑھنے کا تمھارے واسطے سامان پیدا ہو گیا کیونکہ بہار نظرون کو تفریح بخشتی ہوئی آپہونچی -

دل و دماغ وفا پیشگان کی خیر نہین　　جگر سے آہ شرربار ہوتی آئی ہے

اب وفاپیشہ لوگون کے دل اور دماغ کا خدا ہی حافظ ہے وہ بغیر جلے نہین رہ سکتے اس لئے کہ ان کی آہ جگر سے شرربار ہوتی چلی آرہی ہے -

یونہی افزایش وحشت کے جو سامان ہونگے　　دل کے سب زخم بھی ہمشکل گریبان ہونگے

اگر وحشت کے بڑھنے کے یہی سامان ہوتے رہے جیسے کہ اب ہین تو مجھے امید ہے کہ میرے دل کے تمام تر زخم بھی ایسے ہی چاک ہو جاوینگے جس طرح کہ گریبان چاک ہو رہا ہے -

وجہ مایوسی عاشق ہے تغافل اُن کا　　نہ کبھی قتل کرینگے نہ پشیمان ہون گے

اگر وہ تغافل نہ کرتے اور بالکل انجان نہ بن جاتے تو ایک قسم کی امید بھی تھی مگر اُن کے اس تغافل نے بالکل مایوس کر دیا اب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کبھی قتل ہی نہ کرین گے اور جب قتل ہی نہ کرین گے تو پھر پشیمانی کیسی ہو -

دل سلامت ہے تو صدمونکی کمی کیا ہمکو　　اُنسے اُنسے تو بہت جانکے خواہان ہونگے

اگر دل سلامت رہا تو صدمون کی ہم کو کیا کمی ہے یہ کم بخت روز ایک نیا قاتل پیدا کرے گا اور اُن کے ایسے بہت سے جان کے خواہان پیدا ہو جائینگے

منتشر ہو کے بھی دل جمع رکھینگے یعنی　　ہم بھی اب پیرو گیسوے پریشان ہونگے

باوجود پریشان ہونے کے بھی اب دل جمعی کی صورت کو ہاتھ سے نہ دین گے اور ہم بھی اب انھین کے گیسوے پریشان کا اتباع کرینگے جیسے کہ وہ باوجود پریشانی دائمی کے جمع رہتے ہین -

گردش بخت نے مایوس کیا ہے لیکن　　اب بھی ہر گوشۂ دل مین کئی ارمان ہونگے

نصیبے کی گردش نے ہم کو بالکل پریشان کر دیا ہے اور اب اس قابل نہین رکھا ہے کہ ہم کو کوئی ارمان ہو - پھر بھی ہمارے یہان ارمانون اور حسرتون کی اس قدر افزونی ہے کہ آج بھی دل کے گوشون مین اگر تلاش کی جاے تو ہر گوشہ مین کچھ نہ کچھ ارمان نکل ہی آئین گے -

ہے ابھی خون سے فقط گرمئ ہنگامۂ اشک　　پر یہ حالت ہے تو نالے شررافشان ہون گے

ابھی تو یہ ہے کہ ہنگامۂ اشک کی گرمئ بزم صرف خون ہی کی وجہ سے ہے یعنی ابھی تو یہ ہے کہ آنکھون سے خون آتا ہے مگر یہی حالت رہی تو نالے شررافشان سینے سے نکلین گے اور وہ گرمی ہنگامہ پیدا کرینگے -

باندھ کر عہد وفا اتنا تنفر ہے ہے　　تجھ سے بے مہر کم اے عمر گریزان ہونگے

اے عمر فانی تو نے ہم سے عہد وفا باندھا تھا یا اب اس قدر نفرت ہے کہ ہم سے نفرت کرتی ہوئی جدا ہو رہی ہے اور چلی جا رہی ہے ہاے اے عمر فانی تو بڑی ہی بے مروت بڑی بے وفا ہے - دنیا مین تجھ سے بے مہر کم ہون گے -

اسقدر بھی دل سوزان کو نہ جان افسردہ　　ابھی کچھ داغ تو اے شمع فروزان ہونگے

اے شمع فروزان تجھے اپنے نور اپنی روشنی پر بڑا غرور ہے اور بڑھ بڑھ کر باتین بنا رہی ہے کیونکہ تو نے سمجھ لیا ہے کہ غالب کا دل تو افسردہ ہو ہی چکا ہے اب کون کہ

جو میرا مقابلہ کرے گا مگر سن ہم تجھے بتائے دیتے ہیں ہمارے دل کو اتنا افسردہ نہ جان وہ افسردہ تو ہوا ہے مگر اتنا افسردہ نہیں ہے کہ تجھ سے مقابلہ نہ کر سکے ابھی تو اس میں کچھ داغ باقی ہوں گے جو تیرے مقابلہ کے لئے کافی ہیں اور تجھے شرما سکتے ہیں۔

عہد میں تیرے کہاں گرمیٔ ہنگامۂ عیش
گل مری قسمت و اژونہ پہ خندان ہونگے

یہ تیرا گمان غلط ہے کہ تیرے زمانہ میں کہیں عیش و عشرت کا نام ہے۔ نہیں ہرگز نہیں گرمیٔ ہنگامۂ عیش کا وجود تیرے زمانہ میں کہیں ممکن ہی نہیں گل جنھیں دیکھ کر گرمیٔ ہنگامۂ عیش کا خیال کیا ہے میرے اُلٹے مقدر پر ہنس رہے ہیں اُن سے خوشی اور عیش کا گمان نہ رکھ۔

خوگر عیش نہیں ہیں ترے برگشتہ نصیب
انکو دشوار ہیں وہ کام جو آسان ہونگے

وہ لوگ جو تجھ پر عاشق ہو چکے ہیں اُن کے نصیب پلٹ چکے ہیں اب اُن سے عیش کے خوگر ہونے کی امید نہ رکھ وہ کام جو زمانے بھر کے واسطے سہل اور آسان ہیں اُن کے لئے دشوار سے دشوار ہیں۔

موت پھر زیست نہو جایہ ڈر ہے غالب
وہ مری نعش پہ انگشت بدندان ہونگے

خیال ہے کہ میں مروں گا تو انھیں افسوس ہوگا اور وہ دانتوں میں انگلی دبا کر نعش پر کھڑے ہوں گے خیر اس کا اثر اور تو جو کچھ ہوگا سو ہوگا دیکھا جائے گا مگر مجھے ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں میری موت پھر زندگی سے نہ بدل جائے یعنی اُن کے اس افسوس سے مجھے جینا نہ پڑے۔ نہایت عجیب و غریب شعر کہا ہے اور بلا مبالغہ مومن خان کی غزل کے بہترین شعروں کا یہی ایک شعر جواب ہے۔ یہ شعر غالب کے خاص انداز کا ہے فارسی میں ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

زان نمی ترسم کہ گردد قعر دوزخ جائے من
وائے گر باشد ہمین امروز من فردائے من

غیر مطبوعہ

نمایش پردہ دار طرز بیداد تغافل ہے
تسلی جان بلبل کیلئے خندیدن گل ہے

بلبل کے حال سے گل سراسر تغافل برت رہا ہے اور بالکل بیخبر ہے مگر نمایش نے اس تغافل پر پردہ ڈال رکھا ہے گل جو دکھانے کے لئے ہنس رہا ہے بلبل کی جان اس سے تسلی پا رہی ہے اور وہ یہ سمجھتی ہے کہ گل کا یہ ہنسنا میرے حال پر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے حال سے غافل نہیں ہے اور یہ غنیمت ہے۔

نمود عالم اسباب کیا ہے لفظ بے معنی
کہ ہستی کی طرح مجکو عدم میں بھی تامل ہے

لوگ کہتے ہیں کہ عالم اسباب موجود ہے مگر ہمارا خیال ہے کہ عالم اسباب کی نمود ایک لفظ بے معنی ہے اور سراپا بے بود ہے اور جب عالم اسباب ہی سرے سے نہیں ہے تو پھر یقینی لفظ عدم بھی محل تامل ہے کیونکہ معدوم تو وہی شے سمجھی جائے گی جو موجود بھی ہو۔ نہایت عمدہ شعر کہا ہے۔

نرکھ پابند استغنا کو قید رسم عالم کا
ترا دست دعا بھی رخنہ انداز توکل ہے

دعا مانگنا دنیا کی ایک رسم ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ استغنا یعنی بے پروائی کو رسم عالم کا کیوں پابند اور مقید کیا جائے۔ ہمارے نزدیک بر بنائے رسم زمانہ دعا مانگنا بھی شان توکل میں رخنہ اندازی کرتا ہے اس کو بھی ترک کر دینا چاہئے اقبال کا ایک شعر ہے ؎

واعظ کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا کو چھوڑتا ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

نہ چھوڑا قید میں بھی وحشیونکو یاد گلشن نے
یہ چاک پیرہن گویا جواب خندۂ گل ہے

وحشیوں کو یاد چمن نے قید میں بھی نہ چھوڑا اور یاد چمن سے پیرہن کا چاک کرنا بھی گویا خندۂ گل کا ایک جواب ہے۔

ابھی دیوانگی کا راز کہہ سکتے ہیں ناصح سے
ابھی کچھ وقت ہے غالب ابھی فصل گل دل ہے

اے غالب ناصح ہم سے اکثر پوچھا کرتا ہے کہ ہم دیوانے کیون ہو گئے لہذا اگر وہ پوچھنا چاہے تو اس زمانے مین پوچھ لے ۔ کیونکہ ابھی بہار کا زمانہ ہے ابھی تو ہم ہوش مین ہین خزان کے موسم مین ہم اپنے قابو سے باہر ہو جائین گے اور پھر یہ بات ہمارے اختیار کی نہ ہوسکی ۔

غیر مطبوعہ بھولے ہوئے جو غم ہین انھین یاد کیجیے   تب جا کے انسے شکوہ بیداد کیجیے

مجھے ہزارون غم ہین اور غمون کی کثرت کی وجہ سے بہت سے غمون کو مین بھول گیا ہون اب اُن سے ایسے عالم مین شکوہ کیا کرون جب کہین اطمینان سے بیٹھ کر اُن بھولے ہوے تمام غمون کو یاد کرون تب کہین جا کر اُن سے رنج و غم کا شکوہ کرنے کے قابل ہون ۔

حالانکہ اب زبان مین نہین طاقت فغان   پر دل یہ چاہتا ہے کہ فریاد کیجیے

وقت وہ آگیا ہے کہ فریاد کرتے کرتے زبان مین فریاد کرنے کی طاقت باقی نہین رہ گئی ہے مگر جوش غم اب بھی اتنا ہے کہ دل کا برابر یہی تقاضہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے فریاد کئے جاؤ ۔

خود جان دیکے روح کو آزاد کیجیے   تاکے خیال خاطر جلاد کیجیے

اب تک یہ انتظار رہا کہ جلاد ظالم کبھی نہ کبھی ہماری گردن پر تلوار رکھدیگا اور ہم اس بہانے قید ہستی سے رہا ہو جائیں گے ۔ مگر عمر گزری جاتی ہے وقت نکلا جاتا ہے اور جلاد کو یہ خیال نہین آتا کہ ہماری گردن کے بوجھ کو ہلکا کر دے ۔ لہذا اب بہتر یہ ہے کہ جان دیکر روح کو آزاد کر دیا جاے ۔ اور اس انتظار کو الوداع کہا جائے ۔

بس ہو دلون کیواسطے اک جنبش نگاہ   اُجڑے ہوے گھرون کو پھر آباد کیجیے

وہ دل جو تمھاری عدم توجہی کی وجہ سے ویران اور برباد ہو گئے ہین انکے

آباد کرنے کی اگر کوئی صورت ہے تو یہی ہے کہ آپ ایک نگاہ ان کو دیکھین اور چاہیے بھی یہی کہ جو گھر ویران ہین ان کو پھر آباد کر دیجئے ۔ کوئی کہتا ہے ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلا دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

کچھ وردمند منتظر انقلاب ہین   جو شاد ہو چکے انھین ناشاد کیجیے

یہ کچھ لوگ ایسے ہین جو دل کے درد سے بے چین ہین تباہ و برباد ہو چکے ہین کوئی سہارا باقی نہین رہا اب وہ غریب انقلاب عالم کا انتظار دیکھ رہے ہین ۔ اور پریشان ہین لہذا آپ کو چاہیئے کہ آپ انقلاب برپا کیجئے اور ہوائے عالم کا رخ بدل لئے ۔ جو لوگ کہ اب تک آپ کے لطف و کرم سے خوش شاد و شاش بشاش ہوتے چلے آے ہین اُن کو ذرا ستائیے اور جو اس وقت تک برابر ستائے جاتے رہے ہین اُن کو شاد کیجئے ۔

شاید کہ یاس باعثِ افشائے راز ہو   لطف و کرم بھی شامِل بیداد کیجیے

معشوق کو ترکیب بتاتے ہین اور بدنامی سے بچاتے ہین کہتے ہین کہ کیا تم نے نادانی کا طریقہ اختیار کیا ہے ۔ آشنا کسی کو مایوس نہ کرو کہ اس کی مایوسی کا اسپر ایسا اثر پڑے اور سب لوگ سمجھ جائین اور پھر زمانہ بھر مین تمھارے ظلم و ستم کا راز افشا ہو جاے لہذا اس کی مناسب اور بہتر ترکیب یہ ہے کہ ظلم و ستم مین تھوڑا سا لطف و کرم بھی شامل کر لیجئے ایک جگہ کہا ہے کہ ؎

جان کر کیجئے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو
یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہم کو

بیگانۂ رسوم جہان ہے مذاق عشق   طرز جدید ظلم کچھ ایجاد کیجیے

عشق راہ و رسم کی پابندی نہین چاہتا وہ اس سے بیزار ہے لہذا وہی فرسودہ اور پامال ظلم جو ہمیشہ سے ہوتے چلے آتے ہین کہان تک مجھ پر کئے جائیے گا ۔ اب

انھین چھوڑ دیے میرا عشق جدت پسندان رسوم کی پابندی نہین کرنا چاہتا کچھ نئے نئے طریقے ظلم و ستم کے نکالئے کوئی کہتا ہے ؎

وصل سے انکار ہے یہ تو پرانی بات ہے
اب نئے انداز سیکھو جی جلانے کے لئے

غیر مطبوعہ **ہمسے خوبان جہان پہلوتہی کرتے رہے　　　ہم ہمیشہ مشق از خود رفتگی کرتے رہے**

خوبان جہان برابر ہم سے پہلوتہی کرتے رہتے ہین اسی واسطے ہم ہمیشہ از خود رفتگی کی مشق مین محو اور مشغول رہتے ہین اور کبھی اپنے ہوش مین نہین آتے۔

کثرت آرائی خیال ماسوا کی وہم تھی　　　مرگ پر غافل گمان زندگی کرتے رہے

ماسوا کا خیال اور وحدت کے علاوہ کثرت کا ذکر یہ کچھ بھی نہ تھا صرف ایک وہم تھا دراصل کثرت کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ جو کچھ تھی وحدت ہی وحدت تھی کثرت کا خیال اپنے دل مین مضبوط کرنے کی مثال ایسی ہی ہے کہ ان جاہلون اور غافلون نے موت کے اوپر زندگی کا گمان کیا۔

داغہائے دل چراغ خانہ تاریک تھے　　　تا مغاک قبر پیدا روشنی کرتے رہے

میرے دل کے جلتے ہوئے داغ اندھیرے گھر کا چراغ تھے اور انھون نے آخر تک اپنا کام کیا یعنی قبر کے تاریک گڑھے تک برابر روشنی دیتے رہے۔

شور نیرنگ بہار گلشن ہستی نہ پوچھ　　　ہم خوشی اکثر رہین ناخوشی کرتے رہے

باغ ہستی کی بہار کی نیرنگی کی حقیقت کیا پوچھتا ہے یہ کہنے والی بات نہین ہے بڑا دل دکھانے والا قصہ ہے عالم یہ ہے کہ اکثر ایسی باتین جو اول اول بادی النظر مین ہم کو اپنی خوشی کی معین اور مددگار نظر آئین آخر آخر مین انھین کو رنج اور غم کا رہن بنا نا پڑا یعنی دنیا کی اکثر باتین جو ظاہر اسامان طرب تھین وہ باعث غم ثابت ہوئین۔

رخصت اے تمکین آزار فراق ہمرہان　　　ہوسکا جبتک غم واماندگی کرتے رہے

اے دوستون کے فراق کے رنج اور اے اس رنج کی تمکنت خدا کے لئے اب ہمارا پیچھا چھوڑ اور ہمارے دل سے رخصت ہو جا۔ جب تک کہ ہم سے ممکن ہوا اور جب تک کہ ہم سے ہوسکا ہم اپنے تھک کر گر پڑنے کا رنج کرتے رہے مگر آخر بتاؤ تو سہی کہ کب تک اس دکھڑے کو روئین اور کہانتک بیٹھے ہوے یہ سوچا کرین کہ ہم اپنے ساتھیون سے چھٹ گئے۔

غیر مطبوعہ **درد ہو دل مین تو دوا کیجیے　　　دل ہی جب درد ہو تو کیا کیجیے**

علاج ہوا کرتا ہے درد کا لہذا اگر دل مین کوئی درد ہو تو ہم اس کا علاج کرین مگر مشکل تو یہ آپڑی ہے کہ درد درد نہین رہا ہے بلکہ وہ دل بن گیا ہے اور اس نے پریشان کر رکھا ہے اس کا کیا علاج ہوسکتا ہے میرا ایک شعر ہے۔

احساس درد ہو تو کرین درد کا علاج
لیکن یہان تو درد کی پہچان ہی نہین

ہم کو فریاد کرنی آتی ہے　　　آپ سنتے نہین تو کیا کیجیے

مدتون پیختے پیختے ایک مجبور فراق بدقسمت عاشق خاموش ہو کر بیٹھ گیا ہے اس کے اس بیٹھے رہنے اور اس خاموشی پر یہ گمان ہوتا ہے کہ اس کو فریاد کرنی نہین آتی آخر معشوق اس سے پوچھتا ہے کہ کیا بات ہے تب وہ جواب دیتا ہے کہ ظالم تیرا یہ خیال غلط ہے کہ مجکو فریاد کرنی نہین آتی ۔یہ بات نہین ہے۔ مجھے فریاد کرنی تو آتی ہے مگر جب تو اسے سنتا ہی نہین تو فائدہ کیا ہے میرے خیال مین یہ شعر اسی قبیل کا ہے ؎

ہم بھی منہ مین زبان رکھتے ہین
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

بلکہ وہان تو مدعا کا ذکر بھی ہے یہان تو مدعا کا ذکر ہی اڑا دیا ہے صرف فریاد ہی رہ گئی ہے

اِن بتون کو خدا سے کیا مطلب — توبہ توبہ خدا خدا کیجیئے

ان ظالم سنگدل بتون کو خدا سے کیا مطلب ہے کون خدا کیسا خدا توبہ کرو توبہ کرو۔ یہ ظالم ان باتون کو کیا جانین۔ اس شعر مین لطف زبان ایسا ہے کہ بیساختہ داد دینا پڑتی ہے سہل ممتنع انھین شعرون کا نام ہے حالانکہ اس مین رعایت لفظی بھی موجود ہے۔ دونون شعر نہایت عمدہ ہین۔

رنج اٹھانے سے بھی خوشی ہو گی — پہلے دل دردآشنا کیجیئے

اُن لوگون سے خطاب ہے جو دنیا کے رنج وغم اور ہجر کے صدمون سے گھبراتے اور رنج کے نام سے دور بھاگتے ہین۔ فرماتے ہین کہ بیخبرو۔ اگر تم اپنے دلکو دردآشنا بنالو تو پھر رنج اٹھانے سے بھی تم کو خوشی ہو۔

عرض شوخی نشاط عالم ہے — حسن کو اور خودنما کیجیئے

ہر چند کہ خودنمائی بُری اور بدترین چیز ہے مگر کیا کیا جائے دنیا کی خوشی اور نشاط و تفریح اور انبساط کا اسی پر انحصار ہے لہذا جہان تک ہوسکے خودنما بنیئے اور حسن کو اور خودنما کیجیئے یہی شوخی دنیا کی جان ہے۔

دشمنی ہوچکی بقدرِ وفا — اب حقِ دوستی ادا کیجیئے

حقیقت یہ ہے کہ یہ شعر وہ ہے جو شرح و بیان کے بار کا تحمل نہین کرسکتا اور بیساختہ کہنا پڑتا ہے کہ

خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست

ہاے کہتا ہے کہ جتنی ہم نے وفا کی تھی اتنی تم نے دشمنی تو کرلی اُس کا حق ادا کرچکے اب دوستی کا حق ادا کیجیئے۔ اس فقرہ کی شرح صرف ذوق سلیم پر منحصر ہے۔

موت آتی نہین کہین غالب — کبتک افسوس زیست کا کیجیئے

اے غالب زندگی کا افسوس اور رنج کرنے سے اگر موت آجائے تو ایک بات بھی ہے مگر موت ان باتون سے نہین آسکتی لہذا یہ رنج وغم کہ زندہ کیون ہین فضول اور لایعنی ہے چھوڑو اس قصہ کو اس کا کچھ حاصل نہین ہے۔

غیر مطبوعہ

سکوت و خامشی اظہار حال بیزبانی ہے — کمین درد مین پوشیدہ راز شادمانی ہے

کہتے ہین کہ سکوت اور خاموشی کیا ہین یہ بے زبانی کے حال کا اظہار ہین یعنی خاموش رہنے ہی سے دنیا پر بے زبانی کے درد کا اظہار ہوتا ہے یون سمجھ لیجیے کہ درد کی آڑ مین یہان شادمانی پوشیدہ ہے۔ اور اس رنج مین خوشی پنہان ہے۔

عیان ہین حال و قال شیخ سے اندازِ دلچسپی — مگر رندِ قدح کش کا ابھی دورِ جوانی ہے

یہ معلوم ہے کہ شیخ کے حال اور قال۔ وضع و لباس۔ طور و طریق سے دلچسپی ٹپکتی ہے اس کی گفتگو مین دلکشی ہے اُس کے حال سے ہر شخص نصیحت پکڑ سکتا ہے مگر رند پر ان سب باتون کا اثر پڑنا ذرا دشوار معلوم ہوتا ہے اس کا ابھی جوانی کا عالم ہے اور جوانی دیوانی ہوتی ہے وہ ان سب باتون کی پروا نہین کرتی اور کبھی ان سے لطف اندوز نہین ہوتی۔

ثبات چند روزہ کارفرمائے غم و حسرت — اجل سرمایہ دارِ دورِ عیش و کامرانی ہے

اس شعر مین موت و حیات کا تقابل کیا گیا ہے اسی بنا پر کہتے ہین کہ زندگی غم و حسرت پیدا کرتی اور اُن کی کارفرمائی کرتی ہے۔ اور موت عیش اور کامرانی کی سرمایہ دار ہے یعنی اس کے بعد پھر کوئی حسرت اور غم نہین رہتا۔

گدازِ داغِ دل شمعِ بساطِ خانہ ویرانی — تپش گاہِ محبت مین فروغِ جاودانی ہے

داغ دل کا پگھلنا خانہ ویرانی کی بساط اور فرش کے لئے ایک شمع ہے گویا کہ اس کے ذریعہ سے تپش گاہ محبت مین ہمیشہ اُجالا رہے گا۔ اس واسطے کہ داغ دل کو اپنی سوختگی اور اپنی گرمی سے ہمیشہ گداز ہوگا اور وہ شمع کا کام دے گا۔

غیر مطبوعہ — وفورِ خود نمائی ہے ذوقِ جلوہ آرائی   بوہم کامرانی جذبِ دل کو شادمانی ہے

میرے معشوق کو خود نمائی کا ذوق حد سے زیادہ ہے اور یہ ذوق منجر ہو کر جلوہ آرائی تک آ پہونچا ہے یعنی وہ خود نمائی کے شوق مین دنیا کو اپنا حسن عالم سوز دکھا رہا ہے ادہر تو یہ عالم ہے ادہر حضرت دل پھولے نہین سماتے وہ سمجھتے ہین کہ ہمارے جذبِ عشق نے اثر کیا ہے اور یہ کامرانی اسی جذب کا نتیجہ ہے حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔

دلِ حرمان لقب کی داد دے اے چرخِ بے پروا   بغارت دادۂ رخت و متاعِ کامرانی ہے

اے چرخ بے پروا اے ظالم آسمان داد دے میرے اس دل کی جس کا کثرتِ بدنصیبی کیوجہ سے لقب ہی حرمان نصیب ہو گیا ہے اُسے دیکھ کر اس کا تمام سرمایۂ عیش و مسرت لٹ گیا ہے اور اب سوائے حسرت و افسوس کے اس کے پاس کچھ نہین۔

غیر مطبوعہ — کسکی برقِ شوخیٔ رفتار کا دلدادہ ہے   ذرہ ذرہ اس جہان کا اضطراب آمادہ ہے

اے خدا دنیا کے ہر ذرہ مین کس کی شوخی کی بجلی اثر کر گئی ہے - اور کس کا اس کو عشق ہے کیونکہ مین دنیا کے جس ذرہ پر نظر ڈالتا ہون وہ اضطراب آمادہ ہے اور برابر تڑپ رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کی برق رفتاری نے اُن کے اندر اثر کیا ہے اور وہ اُسپر فریفتہ ہین۔

ہے غرورِ سرکشی صورت نمائے عجز بھی   منقلب ہو کر بسان نقش پا اُفتادہ ہے

یہی سرکشی کا غرور عاجزی کی صورت بھی دکھاتا ہے اور یہی پست بھی کرتا ہے اس کی مثال بالکل نقش قدم کی طرح ہوتی ہے کہ جب وہ منقلب ہوتا ہے تو فوراً اسمین افتادگی اور پستی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے ایسے ہی یہ سرکشی کا غرور بھی عاجزی کی طرف کھنچتا جاتا ہے۔

تھا ویران سازیٔ عشقِ جفا پیشہ نہ پوچھ   نامرادون کا خطِ تقدیر تک بھی سادہ ہے

عشق کے ظلم و ستم کی روداد کیا پوچھتا ہے کچھ نہ پوچھ اس نے عاشقون کے گھر کو تو لوٹ کر تباہ و برباد کیا ہی تہا خیر یہان تک تو کوئی نئی بات نہین ہے مگر ستم تو یہ ہے کہ نامرادون کے خطِ تقدیر کو بھی لوٹ لیا وہ بھی سادہ پڑا ہے یعنی اس مین بھی کچھ نہین اور یہ ظاہر ہے کہ نامرادون کی قسمت مین کچھ بھی نہین ہوتا۔

خود نشاط و سرخوشی ہے آمدِ فصلِ بہار   آج ہر سیلِ روان عالم مین موجِ بادہ ہے

فصل بہار کی آمد ہی بذات خود نشاط اور سرخوشی ہے کوئی ضرورت نہین کہ میکشی کی طرف رغبت کی جائے بہار کے زمانہ مین ہر بہتی ہوئی سیل بھی موجِ بادہ معلوم ہوتی ہے۔

زندگانی رہ سپر راہِ فنا ہے اے اسد   ہر نفس ہستی سے تا ملکِ عدم اک جادہ ہے

اے اسد زندگی ایک مسافر ہے جو فنا کی راہ کو طے کر رہا ہے گویا کہ زندگی کا ہر نفس ایک جادہ ہے جو ملک ہستی سے شروع ہو کر سرحد نیستی تک جا پہونچتا ہے۔ زندگی کا مسافر اسی پر اپنے سفر کو طے کر رہا ہے۔ یہ شعر بھی نہایت ہی عمدہ شعر ہے۔

رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے   تمہاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہے

اگر تم رقیب پر مہربان ہو تو کون سے بڑے تعجب کی بات ہے اور کیا حیرانی کی جگہ ہے ہم کو معلوم ہے کہ تمہاری طرز روش کیا ہے - اور تمہاری مہربانی مین کیا کیا ستم پنہان ہوتے ہین دوسرا مصرع نہایت ہی کثیر المعنی ہے مثلاً یہ کہ ہم کو معلوم ہے کہ دو دن بھی تم کسی سے برابر نہین ملتے اور دو دن بھی نہین نباہتے ادہر دوستی کی اور ادہر دشمنی یہی تمہارا طریقہ ہے - یا یہ کہ تمہارا طریقہ ملنے کا جو کچھ ہے وہ ہم کو معلوم ہے دراصل تم ملتے کسی سے بھی نہین ہو - ایک نمایش ہوتی ہے - یا یہ کہ تمہاری طرز روش ہم کو معلوم ہی ہے آج اس سے ملے ہو - کل کسی اور سے ملو گے - غرضکہ اس مین بہت سے لطیف پہلو نکلتے ہین۔

کٹے تو شب کہین کاٹے تو سانپ کہلاوے   کوئی بتاے کہ وہ زلفِ خم بخم کیا ہے

اگر وہ کٹ جاے تو اس کو رات کا کٹنا کہین گے - اور اگر وہ کاٹ لے تو اسکو سانپ کا کاٹنا کہین گے - خدا کے لئے کوئی ہم کو بتاؤ کہ وہ زلف خم بخم آخر کیا ہے اور اس کو کیا کہین یہ شعر صرف الفاظ کی مناسبتون کی بنا پر کہا گیا ہے معنویت کچھ اچھی نہین ہے -

لکھا کرے کوئی احکام طالع مولود — کسے خبر ہے کہ وہان جنبش قلم کیا ہے

بڑے لوگون اور بعض قومون مین دستور ہے کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا زائچہ بنایا جاتا ہے اور اس کے احکام لکھے جاتے اور اس کی آیندہ زندگی کا حال بیان کیا جاتا ہے اُسی کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ طالع مولود کے احکام دنیا لکھا کرے اس سے کیا حاصل ہو اور اس سے ہوتا کیا ہے یہ کس کو معلوم ہے کہ ہونے والا کیا ہے اور کلک قدرت نے اس کی قسمت مین کیا لکھا ہے -

جو حشر و نشر کا قائل نہین کسی صورت — خدا کیواسطے ایسے کی پھر قسم کیا ہے

اس کی قسم کا اعتبار کرنا چاہئے جو حشر کو مانتا ہو حشر کے دن کی جزا و سزا کو برحق جانتا ہو مگر جو حشر و نشر کا قایل ہی نہین پھر ایسے کی قسم سے کیا فائدہ اور اسپر اعتبار کون کرے وہ تو سراسر بیکار اور بے فائدہ ہے -

وہ داد و دید گرانمایہ شرط ہے ہمدم — وگرنہ مہر سلیمان و جام جم کیا ہے

بات تو جب ہے کہ ویسا ہی انصاف ہو ویسی ہی روش اور طرز ہو وگرنہ اس مہر سلیمان اور جام جم سے کیا نتیجہ بیکار ہے -

سخن مین خامہ غالب کی آتش افشانی — یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اسمین دم کیا ہے

ہم کو بھی معلوم ہے کہ غالب جیسا لکھنے والا ہے اور جیسا اس کا خامہ آتش افشانی کرتا ہے مگر اب اس غریب مین دم رہا کیا ہے اور وہ ہے کس قابل -

غیر مطبوعہ — اس جور و جفا پر بھی بدظن نہین ہم تجھ سے — کیا طرفہ تمنا ہے امید کرم تجھ سے

باینکہ تو ہمپر اس قدر ظلم کرتا ہے اور اس درجہ ہم کو ستاتا ہے مگر ہم تجھ سے بدظن نہین ہوے اور تجھ سے بدگمانیان ہمارے دل مین نہین پیدا ہوئین اور اس وقت تک تجھ سے کرم کی امید چلی جاتی ہے - حقیقتاً یہ تمنا عجیب تمنا ہے اور یہ امید عجب امید ہے -

امید نوازش مین کیون جیتے ہین ہم آخر — سہتے ہی نہین کوئی جب درد و الم تجھ سے

خود ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ ہم امید نوازش مین کیون زندہ ہین اور کس سبب سے یہ توقع رکھتے ہین کہ تو ہمپر لطف و کرم کرے گا درانحالیکہ ہم کوئی درد و الم تیری طرف سے نہین سہتے تو پھر ہمین امید کس بات کی ہے اگر ہم ظلم سہتے تو لطف کی امید ہوتی -

وارفتگی دل ہے یا دست تصرف ہے — ہین اپنے تخیل مین دن رات بہم تجھ سے

یہ ہمارے دل کی از خود رفتگی ہے - دیوانہ پن ہے یا کوئی دست تصرف ہے کہ اس عالم وارفتگی مین ہم دن رات تجھ سے ملے ہوے ہین گویا از خود رفتگی دست تصرف بن گئی ہے اور تجکو ہمارے پاس کھینچ لائی ہے -

یہ جور و جفا سہنا پھر ترک وفا کرنا — اے ہرزہ پژوہی بس عاجز ہوے ہم تجھ سے

یون ایک شخص ظلم و ستم اٹھاتا رہا ہے مدتون تک جفائین سہتا رہا ہے آخر عاجز ہوکر ترک وفا کا ارادہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اب ہم بھی وفا کو ترک کر دینگے اسی پر شاعر کہتا ہے اتنے دنون تک تو یہ سب کچھ کیا یہ ظلم اٹھاے یہ رنج سہے - اب آپ یہ خیال ظاہر فرما رہے ہین اے ہرزہ پژوہی یعنی فکر بیہودہ بس کر ہم تجھ سے عاجز ہو گئے - تو ہمارا پیچھا چھوڑ آخر پہلے تو نے ظلم کیون سہے تھے اور اب کیون عاجز ہے جب کیا تھا اور اب کیا ہے -

غالب کی وفاکیشی اور تیری ستم رانی — مشہور زمانہ ہے اب کیا کہین ہم تجھ سے

تو نے غالب پر جیسے جیسے ظلم کئے ہین اور اسپر بھی وہ وفا کرتا رہا ہے - اسے بیان کرنے کی اور تجھے جتانے کی کیا ضرورت ہے زمانہ جانتا ہے اور تجھے خود معلوم ہے

یہ محاورہ نہایت عمدہ صرف ہوا ہے کہ اب کیا کہیں - الخ

صبح ناپیدا ہی کلفت خانۂ ادبار میں — توڑتا ہوں ہر شب یک نفس رنگ مجھے

یہ بھی ایک خیالی مضمون ہے فرماتے ہیں کہ ادبار اور نحوست کے کلفت خانہ میں صبح کہاں رکھی ہے بجائے صبح میں روزانہ ایک نفس کا رنگ منتشر کرتا ہوں - جس سے صبح معلوم ہوتی ہے چونکہ تنفس صبح کے روشن ہونے اور سانس لینے کو کہتے ہیں یہیں سے شاعر کے ذہن میں مضمون پیدا ہوا - اور واقعات کے بجائے شعر کی بنا صرف خیال پر رہ گئی -

شومی طالع سے ہوں ذوق معاصی میں اسیر — نامۂ اعمال ہے تاریکی کوکب مجھے

میرا ذوق معاصی میں اسیر ہونا صرف میری شومی طالع کی وجہ سے ہے اور بدنصیبی نے مجکو اس جال میں پھنسا رکھا ہے یہ سمجھ لیجئے کہ میرے تارے کی سیاہی ہی میرا سیاہ اعمال نامہ ہے یعنی میری تاریکی نصیب ہی سے میرا اعمال نامہ سیاہ ہوا ہے -

درد ناپیدا و بیجا تہمت وارستگی — پردہ داریادگی ہے وسعت مشرب مجھے

نہ کہیں درد کا دل میں نشان ہے اور نہ آزادی ہی ہے یہ بھی ایک تہمت ہے وہ بھی کچھ بھی نہیں میں ایک یاوہ اور بیہودہ ہوں اور اس بیہودگی کا پردہ یوں رہ گیا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو ایک وسیع المشرب مشہور کر رکھا ہے جس کی وجہ سے کوئی پابندی اور کسی قسم کی ذمہ داری میرے اوپر عاید نہیں ہوتی -

اسد بہار تماشائے گلستان حیات — وصال لالہ عذاران سرو قامت ہے

اے اسد باغ زندگی کی بہار تماشا بس یہی ہے کہ لالہ عذاروں اور سرو قامتوں کا وصال میسر ہو -

شوخی مضراب جولان آبیار نغمہ ہے — برگ ریز ناخن مطرب بہار نغمہ ہے

مضراب اس چھلے کو کہتے ہیں جس سے ستار وغیرہ بجاتے ہیں اور برگ ریز دوڑ دھوپ کو کہتے ہیں - کہتے ہیں کہ مضراب کی جولانی نغمہ کی آبیاری ہے اور مطرب کے ناخن کی جو تار پر دوڑ دھوپ ہوتی ہے وہ نغمہ کی بہار ہے گویا نغمہ ایک چمن ہے جس کی پرورش اس طرح ہوتی ہے -

کس سے اے غفلت تجھے تعبیر آگاہی ملے — گوشہا سیمابی و دل بیقرار نغمہ ہے

غفلت کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ اے غفلت آخر کونسی ایسی شے ہے جس سے تجھے درس آگاہی حاصل ہو اس کے دو ہی ذریعہ ہیں - یا کان سے کچھ اس قسم کی باتیں سنے یا دل خود کوئی عبرت حاصل کرے یہاں یہ دونوں بیکار ہیں کان ہیں تو ان میں پارہ بھرا ہوا ہے جس سے وہ بہرے ہوگئے ہیں اور دل ہے تو اس کو نغمہ کی تاثیر یا اشتیاق نے بیتاب و بیخود بنا رکھا ہے -

ساز عیش بیدلی ہے خانہ ویرانی مجھے — سیل یاں کوک صدائے آبشار نغمہ ہے

میری بیدلی بنائے فراغت ہے اور اس عیش بیدلی کا ساز میرے لئے میری خانہ ویرانی ہے اور وہ سیلاب خانہ ساز آبشار نغمہ کی صدائے کوک ہے - جو باعث عیش ہے -

سنبلی خواں ہے بہ ذوق تار گیسوئے دراز — نالۂ زنجیر مجنوں رشتہ دار نغمہ ہے

سنبلی اور عمل گیسو - موسیقی میں دو آوازوں یا دو دھنوں کا نام ہے اور سنبل کو گیسو سے تشبیہ بھی دیتے ہیں اسی لفظی رعایت پر شعر کے خیال کی بنیاد ہے کہتے ہیں کہ زنجیر مجنوں کی آواز گویا نغمہ کی رشتہ دار ہے یعنی نغمہ سے ملتی جلتی اور اسی کے قریب ہے کیونکہ یہ بھی محبوب کے گیسوئے دراز کی یاد میں سنبلی خواں ہے - سنبل - گیسو سنبلی زنجیر ایک طرف رشتہ تار نغمہ سنبلی ایک طرف سب مراعات لفظی ہیں اور بس -

خود فروشی ہائے ہستی بسکہ جائے خندہ ہے — تا شکست قیمت دلہا صدا خندہ ہے

چونکہ ہستی کی خود نمائیان اور خود فروشیان قابل تضحیک ہین اس لئے وہ صدا جو شکست قیمت ہاے دل سے آتی ہے اس سے بھی خندہ حقارت کی صورت مترشح ہوتی ہے اور وہ دلون کی شکست قیمت کی آواز بھی فرمایشی قہقہہ معلوم ہوتی ہے

نقش عبرت در نظر یا نقد عشرت در بساط — دو جہان وسعت بقدر یک فضا خندہ ہے

حالت یہ ہے کہ نقوش عبرت نظر مین ہین اور نقد عشرت بساط مین ہے گویا کہ دو جہان کی فراخی بقدر ایک فضاے خندہ کے ہے۔

جاے استہزا ہے عشرت کوشی ہستی اسد — صبح و شبنم فرصت نشو و نماے خندہ ہے

اے اسد دنیا یا ہستی کی کوشش عشرت ہنسنے اور مذاق اڑانے کے قابل ہے تجھے معلوم ہے کہ یہ صبح اور شبنم کیا ہین۔ صبح یہی ایک خندہ کی فرصت ہے اور شبنم بھی یعنی صبح بھی روزانہ ایک مرتبہ بطریق استہزا دنیا کی عشرت کوشی پہ ہنس لیا کرتی ہے اور شبنم بھی۔ خندہ صبح شعرا مین مسلم ہے شبنم کا خندہ اس وجہ سے کہا کہ قطرات کو صاف دانتون سے تشبیہ دیتے ہین اسی وجہ سے شبنم کو شبنم کا ہنسنا کہا گیا ہے۔

حسن خوبان بسکہ بے قدر تماشا ہے اسد — آئینہ اک دست رد امتناع جلوہ ہے

حسینون کے تماشاے حسن کی چونکہ اس زمانہ مین بالکل قدر جاتی رہی ہے اسلئے اس زمانہ مین آئینہ بھی ایک ایسا ہاتھ معلوم ہوتا ہے جو اشارہ سے جلوہ کو اپنی طرف آنے سے منع کرتا ہے۔

تمثال جلوہ عرض کر اے حسن کب تلک — آئینہ خیال کو دیکھا کرے کوئی

اے حسن دوست جلوہ کی کوئی تصویر پیش کر کہان تک کوئی بیٹھا ہوا خیال کے آئینہ کو دیکھا کرے مطلب یہ ہے کہ خیال کرتے کرتے عاجز آگئے اب ضرورت اس کی ہے کہ جلوہ دکھائے۔

وحشت کہان کہ بیخودی انشا کرے کوئی — ہستی کو لفظ معنی عنقا کرے کوئی

ایسی وحشت کہان سے آئے کہ کوئی بیخودی پیدا کرے اور ہستی کو معدوم ثابت کرے

عرض سرشک پر ہے فضاے زمانہ تنگ — صحرا کہان کہ دعوت دریا کرے کوئی

اگر مین رونے پر آؤن تو میرے آنسو اس قدر ہین کہ زمانہ مین سما نہین سکتے اسی لئے مین رونے کا ارادہ ہی نہین کرتا۔ اگر صحرا ہو تو دریا کی دعوت کرین جب صحرا ہی نہین تو دریا کی دعوت بیکار ہے۔

وہ شوخ اپنے حسن پہ مغرور ہے اسد — دکھلا کے اسکو آئینہ توڑا کرے کوئی

آئینہ دکھا کر توڑنا اس لئے ہے کہ وہ اپنے جواب کو اپنی آنکھ سے دیکھ لے اور اُس کا غرور یکتائی قائم نہ رہے اور آئینہ کے ہر ٹکڑے مین اس کا ایک جواب نظر آئے۔ کسی کا شعر ہے ؎

نظر آتے کبھی کا ہے کو اتنے خوبرو اک جا
یہ حسن اتفاق آئینہ اُن کے روبرو ٹوٹا

باغ تجھ بن گل نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہون گر سیر چمن آنکھ دکھاتا ہے مجھے

مین ہجر کے عالم مین تیرے بغیر اگر سیر گلشن کے واسطے جاتا ہون تو باغ مجکو ڈراتا ہے اور یہ ڈرانا اس طرح ہے کہ مجھے نرگس کے پھول دکھاتا ہے مین گل نرگس کو دیکھ کر سمجھتا ہون کہ مجھے چشم نمائی کی جا رہی ہے۔ آنکھ دکھانا محاورہ نہین ہے بلکہ آنکھین دکھانا محاورہ ہے اور غالباً اسی نقص پر نظر رکھ کر مرزا نے اس مطلع کو یون بدل دیا ہے ؎

باغ پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخ گل افعی نظر آتا ہے مجھے

شور تمثال ہے کس رشک چمن کا یارب — آئینہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے

اے خدا یہ کس رشک چمن کے عکس نے اس کو سودائی بنایا ہے کہ آئینہ بیضۂ

بلبل معلوم ہوتا ہے ظاہر ہے کہ بلبل گل کی عاشق ہے اور بیضۂ بلبل سبب خلقت بلبل ہے جس سے عشق پیدا ہوگا یعنی آئینہ ہیولائے عشق بن کر رہ گیا ہے۔

میں ہوں اور حیرت جاوید مگر ذوقِ خیال　　بہ فسونِ نگہ ناز ستاتا ہے مجھے

میری حالت تو یہ ہے کہ ہمیشہ کے واسطے سراپا حیرت بن کر رہ گیا ہوں مگر میرا ذوق برابر نگاہ ناز کے افسون میرے اوپر دم کر رہا ہے اور مجھے ستا رہا ہے یعنی خیال برابر امید وصال دلا رہا ہے اور مجھے عاجز کر رہا ہے۔

حیرت فکر سخن ساز سلامت ہے اسد　　دل پس زانوئے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے

فکر سخن میں جو مجھے حیرانی ہوتی ہے یہ میرے واسطے ساز سلامتی ہے میرا دل گویا اس حالت میں مجھے ایک آئینہ کی آڑ میں چھپا کر اور محفوظ کر کے بٹھا دیتا ہے اور میں دنیا کے دوسرے افکار سے نجات پا تا رہتا ہوں۔

یاد رکھئے التفات ناز ہائے اولین　　آشیان طائر رنگ حنا ہو جائیے

معشوق کے گزشتہ التفات ناز کو یاد کئے جائیے وہ التفات ناز گویا کہ ایک طائر رنگ تھا جو اب اڑ گیا ہے مگر اس صورت میں کہ اس التفات ناز کو خیال میں رکھئے تو گویا رنگ حنا کا آشیانہ ہو جاتا ہے۔ خیال کے الجھاوے میں سر رشتہ معانی میں گتھلکیں پڑ گئی ہیں

لطف عشق ہر یک انداز دگر دکھلائے گا　　بے تکلف اک نگاہ آشنا ہو جائیے

ہر ایک کے عشق کا لطف ایک دوسرا انداز دکھائے گا اور طرح طرح کے تجربے ہوں گے لہذا مناسب یہ ہے کہ سراپا ایک نگاہ آشنا ہو جائیے۔ اس کے ذریعہ سے ہر ایک سے عشق پیدا ہوگا۔ اور اس کے ذریعہ سے متنوع تجربات کا فائدہ ہوگا۔

داد از دست جفائے صدمۂ ضرب المثل　　گر ہمہ افتادگی جوں نقش پا ہو جائیے

دنیا کے آلام و مصائب سے چھٹکارے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے اور اس سے کسی طرح نجات ہو ہی نہیں سکتی اگر سراپا عجز بن کر اور سراسر افتادگی کی صورت اختیار کر کے نقش قدم بن جائیے تب بھی انہیں آفتوں اور مصیبتوں کا سامنا ہوتا رہے گا۔ نقش قدم پر بھی برابر دوسرے نقش قدم پڑتے ہیں اور یہ گویا صدمات ضرب المثل ہیں یا یہ کہ اگر ہمہ افتادگی ہو جائیے تب بھی نقش قدم سے مثال دی جائے گی اور یہ بھی باعث جفا و صدمہ ہوگی۔ ضرب المثل میں خود لفظ ضرب موجود ہے جس کے معنی تکلیف اور رنج پہونچنے کے ہیں۔ غرض دنیا میں کسی صورت سے آسودگی ممکن نہیں۔ اس شعر میں لفظی گورکھ دھندا ہے جس کا سلجھانا اور الجھنے کا باعث ہو جاتا ہے۔

غم و عشرت قدم بوس دل تسلیم آئیں ہے　　دعائے مدعا گم کردگان عشق آمین ہے

غم ہو یا عشرت ہو جو دل کہ خوگر تسلیم ہو چکے ہیں یہ دونوں ان کی قدم بوسی کرتے ہیں اور دونوں اُن کے پاؤں چومتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ محو عشق ہو کر تعین مدعا سے بے نیاز ہو گئے ہیں نہ غم سے اُن کو کوئی صدمہ پہونچتا ہے اور نہ عشرت سے ان کو کوئی راحت ہوتی ہے۔ اُن کی دعا صرف آمین ہے۔ وہ غم پر بھی آمین کہتے ہیں اور عشرت پر بھی لبیک کہتے ہیں۔

تماشا ہے کہ ناموس وفا رسوائے آئیں ہے　　نفس تیری گلی میں خون ہوا بازار رنگیں ہے

ہائے کیا قیامت ہے کیا تماشا ہے کہ آئین و قانون دنیا نے میری ناموس وفا کو رسوا کر دیا ہے بھلا اس رسوائی کی کوئی حد ہے اور اس ظلم کا کوئی ٹھکانا ہے کہ میں قتل تیرے کوچہ میں ہوا۔ اور میرا خون تیری گلی میں ہوا اور تمام بازار اس سے رنگین ہو رہا ہے۔ ریاض کا ایک شعر ہے۔

ہمارا خون مقتل کی زمین پر
نہ دامن پر نہ انکی آستین پر

ہمارا دیکھنا گر ننگ ہے سیر گلستاں کر　　شرار آہ سے موج صبا دامان گلچیں ہے

معشوق سے خطاب ہے کہ اچھا اگر ہمارا دیکھنا تیرے لئے باعث ننگ ہے تو یہی سہی ہم کو نہ دیکھ۔ بلکہ یہ سمجھ کر دیکھ کہ ہم گلستان کی سیر کر رہے ہین کیونکہ ہماری آہ کے شرارون سے موج صبا دامن گلچین بنی ہوئی ہے۔ اور فضا مین تمام شرار ہی شرار ہین یا یہ کہ دونون صورتین بہتر ہین ہمارا حال اور رنگ گلستان ملتا جلتا ہے ہم کو نہ دیکھ سیر گلستان کر لے اسی سے ہمارا حال آئینہ ہو جائے گا۔

پیام تعزیت پیدا ہے انداز عیادت سے شب ماتم تہ دامان دود شمع بالین ہے

شمع بالین بظاہر تو ہماری عیادت کے لئے بالین پر آئی ہوئی ہے مگر اس کا انداز ایسا ہے کہ اس سے تعزیت کے آثار ظاہر ہو رہے ہین کیونکہ اس کے دامان دود مین ایک شب ماتم چھپی ہوئی ہے جو سیاہ ہے اور یہ سیاہی نشان تعزیت ہے دود شمع کے دامن کے نیچے شب ماتم ہونا یا بہ لحاظ واقعہ کہا ہے یا اس لئے کہ ماحصل دود شمع سیاہی ہے جو مشابہ ہے رات سے۔

زبس جز حسن منت ناگوارا ہے طبیعت پر کشاد عقدہ محو ناخن دست نگارین ہے

میری طبیعت کو حسن کے سوا کوئی احسان پسند نہین ہے اور معشوق سے اور کسی چیز کی تمنا نہین ہے اسی وجہ سے میرے عقدۂ مشکل کی کشائش اس کے ناخن دست رنگین مین محو ہو کر رہ گئی ہے۔ اور سلجھنے کا نام نہین لیتی۔

نہین ہے سر نوشت عشق غیر از بد دماغی ہا جبین پر میری مد خامۂ قدرت خط چین ہے

عشق کی تقدیر مین بے دماغی ہی بے دماغی ہے۔ قلم قدرت نے پیشانی پر جو خطوط تقدیر کھینچے ہین وہ چین پیشانی بن کر رہ گئے ہین جو نشان بے دماغی اور علامات نازک مزاجی ہین۔

بہار باغ پامال خرام جلوہ فرمایان حنائے دست خون کشتگان تیغ رنگین ہے

محبوبان جلوہ فرما کا خرام ناز اس انداز اور اس بلا کا ہے کہ بہار باغ اس کے

سامنے پس کر رہ گئی ہے اُن کے ہاتھون مین مہندی ہے اور کشتون کے خون سے تلوار رنگین ہے اور اس عالم مین رشک بہار بنے ہوئے ہین۔

بیابان فنا ہے بعد صحرائے طلب غالب پسینہ توسن ہمت کا سیل خانہ زین ہے

اے غالب صحرائے طلب کے بعد بیابان فنا آتا ہے توسن ہمت کا پسینہ خانہ زین کو بہا لیجاتا ہے۔ یعنی اس عالم کے بعد عالم بے نیازی آتا ہے۔

دیکھتا ہون وحشت شوق خروش آمادہ سے فال رسوائی سرشک سر بصحرا دادہ سے

وہ شوق جو جوش و خروش پر آمادہ ہے اُس کی وحشت کی وجہ سے مین رسوائی کے آثار پا رہا ہون کیونکہ حالت یہ ہے کہ آنسو اس قدر بہے ہین کہ بہہ کر جنگل تک پہونچ گئے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ اب دنیا پر میرا حال ظاہر ہوگا اسی وجہ سے مجھے فال رسوائی نظر آ رہی ہے۔ سرشک سر بصحرا دادہ ایک جگہ یا دو جگہ اور بھی کہا ہے۔

سرشک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہے
دل بے دست و پا افتادہ بر خوردار بستر ہے

بزم ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسد دیکھتے ہین چشم از خواب عدم نکشادہ سے

اے اسد بزم ہستی کی حالت نہ پوچھ یہ ایک تماشا ہے۔ اس کو ہم دیکھتے تو ہین مگر اس آنکھ سے جو ابھی خواب عدم مین ہے یعنی ہستی کا وجود ابھی حالت عدم ہی مین ہے اور یہ بود سراپا بے بود ہے۔

منت کشی مین حوصلہ بے اختیار ہے دامان صد کفن تہ سنگ مزار ہے

حوصلہ اور ہمت کا اقتضا یہ ہے کہ کسی کا کوئی احسان اپنے سر نہ لیا جائے مگر افسوس کہ منت کشی کے لئے حوصلہ قطعاً بے اختیار ہو جاتا ہے اور مجبوراً منت کشی کرنا پڑتی ہے چنانچہ کفن پانا ایک قسم کی منت کشی ہے۔ اگر حوصلہ اس سے رو گردانی کرے بھی۔ اور اس احسان سے منہ موڑے بھی تب بھی مجبوراً اس دامان کفن کا احسان اپنے

سر لینا پڑتا ہے جو سنگ مزار کے نیچے ہے۔ سنگ مزار کی سطح زبر ین خود دامان صد کفن کی برابر ہے پھر اس صورت میں حوصلہ غریب کیا کرے منت کشی کے لئے مجبور ہے۔

دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ منت کشی کی صورت میں حوصلہ بے اختیار ہو جاتا ہے دامان کفن کو دیکھ لو کہ اسی منت کشی کی بدولت وہ سنگ مزار کے نیچے دبا ہوا ہے پتھر کے نیچے دامن دینا۔ مجبور ہونے کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ گلزار نسیم کا یہ شعر ہے ؎

قسمت سے مفر ہے اب نہ دامن

پتھر کے تلے دبا ہے دامن

عبرت طلب ہے حل معمائے آگہی　　شبنم گداز آئینہ اعتبار ہے

کیوں پوچھتا ہے اور کیا پوچھتا ہے آگاہی ایک معما ہے اور اس کا حل ہونا یا حل کرنا عبرت ناک ہے پہلے عبرت پیدا کر پھر معمائے آگاہی کو حل کر۔ واقعہ یہ ہے کہ شبنم آئینہ اعتبار کا ایک گداز ہے۔ اب خیال کر کہ یہ بات کسقدر عبرت ناک ہے کہ ایک ایسی چیز جو بظاہر زینت معلوم ہوتی ہے اصل میں تباہی ہے اور یہ تمام عبرت معمائے آگاہی کے حل ہونے سے حاصل ہوئی ہے۔

خجلت کش وفا کو شکایت نہ چاہئے　　اے مدعی طلسم عرق بے غبار ہے

جو لوگ وفا کی خجلت اٹھا رہے ہیں اور شرمندہ ہو رہے ہیں اُن کو شکایت نہ کرنا چاہئے۔ اے مدعی وفا کچھ خبر بھی ہے وہ عرق جو خجلت وفا سے آتا ہے اس کی مثال ایک طلسم کی ہے جو شکایت کے گرد و غبار سے بالکل پاک ہے۔ لہذا خجلت وفا کا مدعی ہے تو شکایت نہ کر۔

کیفیت ہجوم تمنا رسا اسد　　خمیازہ ساغر رنج خمار ہے

اے اسد ہجوم تمنا کی کیفیت کو تو کیا سمجھتا ہے یہ نہایت ہی رسا ہے۔ خمیازہ کو خمیازہ نہ سمجھ بلکہ یہ ایک ساغر ہے جس میں رنج و تکلیف خمار کی شراب بھری ہوئی ہے یہ کیفیت ہجوم تمنا نہایت ہی رسا ہے۔

زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر　　اس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے

جادہ سے مراد نشان زنجیر۔ اور وہ خطوط جو زنجیر کے کھینچنے سے پڑ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں جیسے زنجیر کے نشانات دیکھ کر زنجیر یاد آجایا کرتی ہے۔ اسی طرح مجھے نگاہ کی صورت دیکھنے سے وہ آنکھ یاد آتی ہے

سودائی خیال ہے طوفان رنگ و بو　　یاں ہے کہ داغ لالہ دماغ بہار ہے

خیال کا سودائی یعنی وہ سودائی جس کو ہزارہا خیال آ رہے ہیں جس کے سامنے خیال کے ذریعہ سے باغ کی ایک تصویر کھنچی ہوئی ہے۔ وہ اصل میں رنگ و بو کا ایک طوفان ہے۔ ایک لالہ کے داغ میں سامان بہار نہیں پیدا ہو سکتا۔ مگر یہاں یہ حال ہے کہ سودائی خیال لالہ کا داغ ہے اور اس کا خیال ایک طوفان رنگ و بو ہے جسے دماغ بہار کہا جا سکتا ہے۔

بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے　　حیرت شہید جنبش ابروئے یار ہے

حیرت ایک آئینہ تھی اور معشوق کی جنبش نگاہ ایک زلزلہ جب سے کہ ابروئے یار کو جو طاق کی مانند ہے جنبش ہوئی حیرت جاتی رہی اور شہید ہو کر رہ گئی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ زلزلہ میں طاق پر سے ایک آئینہ گر کر ٹوٹ جائے۔

حیران ہوں شوخی رگ یاقوت دیکھ کر　　یاں ہے کہ صحبت خس و آتش برابر ہے

میں یاقوت اور یاقوت کے خطوط باریک کو دیکھ رہا ہوں اور حیران ہو رہا ہوں۔ آج تک میں نے آگ اور پھونس کو کہیں ایک جگہ نہیں دیکھا تھا۔ مگر یہاں دیکھ رہا ہوں۔ خطوط یاقوت کی تشبیہ رگ یاقوت سے اور سرخی کو آگ سے استعارہ کیا ہے۔

بہ حلقۂ خم گیسوے راستی آموز　　دہان مار سے گویا صبا نکلتی ہے

معشوق کی زلف خم بہ خم کے حلقون سے صبا کا گزرنا ایسا ہے۔ جیسا کہ سانپ کے منہ سے ہوا نکلا یا ہوا کا سانپ کے منہ سے ہوکر گزرنا۔ خم گیسو کی صفت راستی آموز اس لئے لائی گئی ہے کہ وہ آمادہ راستی ہین۔ یا یہ کہ راستی سکھاتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ حلقہ سے جو چیز نکلے گی وہ سیدھی ہوکر گزرے گی۔

برنگ شیشہ ہون یک گوشۂ دل خالی کبھی پری مری خلوت مین آنکلتی ہے

جیسے شیشہ ایک دل خالی کی طرح ہے ایسے ہی مین بھی ایک شیشہ کی طرح دل خالی ہون جیسے شیشہ مین کبھی کبھی پری آجاتی ہے اسی طرح یہان بھی کوئی خیال معشوق آنکلتا ہے۔

ہے انتظار سے شرر آباد رستخیز مژگان کوہ کن رگ خارا کہین جسے

مژگان کوہ کن جو رگ سنگ بن کر رہ گئی ہین وہ انتظار کی وجہ سے نمونہ قیامت کی طرح معلوم ہوتی ہین شرر آباد اس لئے کہا گیا کہ وہ رگ سنگ کی طرح ہین اور رگ سنگ سے ہمیشہ آگ نکلتی ہے رستخیز اس لئے کہ پلکون مین بھی اٹھنے اور بیٹھنے کا مادہ ہوتا ہے۔

کس فرصت وصال پہ ہے گل کو عندلیب زخم فراق خندۂ بیجا کہین جسے

اے بلبل تو نے کچھ سمجھا یہ کیا ماجرا ہے گل نے اپنے محبوب سے آخر ایسا کتنا وصل کا زمانہ پایا تھا۔ اور ایسی کونسی فرصت وصل اور فراغت عیش اُسے نصیب ہوئی تھی جواب اُسکے فراق مین اُس کے دل مین یہ زخم پڑے ہوے ہین جنھین اہل دنیا غلطی سے خندہ بیجا کہتے ہین۔ گل کے خندہ کو خندہ بیجا اسلئے کہا ہے کہ اس کی ہنسی کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی۔

یارب ہمین تو خواب مین بھی مت دکھائیو یہ محشر خیال کہ دنیا کہین جسے

دنیا کو معدوم سمجھ کر ایک محشر خیال سے تعبیر کیا گیا ہے اسی کے لئے خدا سے

التجا ہے کہ اے خدا اس محشر خیال سے خواب مین بھی ہمارا واسطہ نہ ڈالنا۔ دنیا کو محشر خیال کہنا بیحد لطیف ہے اور خواب مین محشر خیال لطیف تر۔

پھونکا ہے نالہ ہر شب صور اسرافیل کی ہمکو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی

اے ہنگامہ محشر ہم رات کو نالہ کر کے صور اسرافیل پھونکتے ہین اور صور کا پھونکنا نشان ہے قیامت کے آنے کا مگر اے قیامت تو نے بڑا اندھیر مچایا ہے اور بڑی ڈھیل ڈال رکھی ہے کہ تو آہی نہین چکتی۔ یہ خیال عرفی نے پہلے اس صورت مین ادا کیا تھا۔

صبحدم چون دردمد این صور شیون زائے من
آسمان صحن قیامت گردد از غوغائے من

صور مذکر ہے مگر غالب نے جمہور کے خلاف مؤنث لکھا ہے۔

کی ہین کس پانی سے یان یعقوب نے آنکھین سفید ہے جو آبی پیرہن ہر موج رود نیل کی

الفاظ کی رعایت پر خیال کی بنا رکھی گئی ہے اور طلسم الفاظ کے سوا شعر مین اور کچھ نہین ہے کہتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین کہ دریائے نیل کی ہر موج آبی ہے۔ آبی ہلکے ہلکے نیلے رنگ کو کہتے ہین پھر جب یہ ہے تو آخر یعقوب نے کون سے پانی سے آنکھین سفید کی ہین۔ حالانکہ ہر موج کا پیرہن آبی ہے۔

عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغ گرد راہ آج تنخواہ شکستن ہے کلہ جبریل کی

تیرے قدمون کی برکت سے گرد راہ کا دماغ عرش پر پہونچگیا ہے آج جبریل کی کلاہ افتخار سزاوار شکستن ہے۔

مدعا در پردہ یعنی جو کہون باطل سمجھ وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی

وہ فرنگی زادہ محبوب انجیل کی قسم کھاتا ہے اور در پردہ اس کا مدعا یہ ہے کہ مین جو کچھ کہون اس کو باطل سمجھ کیونکہ انجیل وہ کتاب آسمانی ہے جو منسوخ ہو چکی ہے اور جس کا کوئی حکم قابل عمل نہین۔

خیر خواہ دید ہوں از بہر دفع چشم زخم — کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی

میں وہ طالب دید ہوں کہ جمال یار کا ہر حالت میں خیر خواہ ہوں اس لئے ہنگام دید اپنی آنکھوں میں دفع نظر بد کے لئے نیل کی سلائی پھیر لیتا ہوں۔ نیل کی سلائی پھیرنا اندھا کرنے کو کہتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ دفع نظر بد کے لئے کالا ٹیکا یا نیل کا ٹیکا بچوں کے لگا دیا کرتے ہیں۔ یا اپنی دید کا خیر خواہ ہوں اور اس کے نظر نہ لگنے کے لئے یہ سب کچھ کرتا ہوں۔ اس شعر میں بھی الفاظ کا طوفان ہے جو معانی کے بہانے پر آمادہ ہے۔

نالہ کھینچا ہے سراپا داغ الفت ہوں اسد — کیا سزا ہے میرے جرم آرزو تاویل کی

اے اسد میں نے نالہ کیا ہے اور اس جرأت نے مجھے سراپا داغ کر دیا ہے واقعی میں نے یہ جرم کیا ہے اگرچہ اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ آرزو نے ایسا کرنے پر مجھے مجبور کیا پھر بھی یہ جرم ہے اور کیا بتاؤں کہ اس کی کیا سزا ہے۔

کیا ہے ترک دنیا کاہلی سے — ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے

ہم نے دنیا کو کاہلی سے ترک کیا ہے ازراہ قناعت ترک نہیں کیا ہے یہ شیوہ بے حاصلی جو ہم نے اختیار کیا ہے ہم کو اس سے کچھ حاصل نہیں ایک جگہ اسی خیال کو یوں کہا ہے

ضعف سے ہے نے قناعت سے یہ ترک جستجو
ہیں وبال تکیہ گاہ ہمت مردانہ ہم

خراج دیہہ ویران یک کف خاک — بیابان خوش ہوں تیری عاملی سے

دہ ویران کا محصول کچھ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ کہتے ہیں ؎

کہ سلطان نخواہد خراج از خراب

اسی لئے بیابانوں کو خوشی کا موقع ہے کہ تو عامل ہے۔ اور کچھ ان کو دینا نہیں ہے۔

پر افشاں ہو گئے شعلے ہزاروں — رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے

ایک شعلے ہیں کہ پر افشاں ہو گئے اور اڑ رہے ہیں اور ایک ہم ہیں کہ اپنی کاہلی کی بدولت وہی داغ کے داغ رہے اور کوئی ترقی نہ کر سکے۔

عرش گیاوی ؎

ایک ہم ہیں کہ کبھی ضعف نے اٹھنے نہ دیا
ایک ذرہ ہیں ہوا پر جو سنبھل جاتے ہیں

اسد قربان لطف جور بیدل — خبر لیتے ہیں لیکن بیدلی سے

اس شعر میں بھی معنی کی بجائے زیادہ تر مراعات الفاظ سے کام لیا ہے مطلب شعر صاف ہے۔

نگاہ اس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پر بالش ہے وقت دید مژگان تماشائی

اس آنکھ کی نگاہ دیکھنے والے کے ضعف میں اضافہ کر دیتی ہے لوگ جس کو مژگان تماشائی کہتے ہیں دراصل وہ تماشائی کی نگاہ یا خود تماشائی کے تکیہ بالین بیماری کے پر ہیں۔

شرار سنگ سے پا در حنا گلگون شیریں ہے — ہنوز اے تیشہ فرہاد عرض آتشیں پائی

اے تیشہ فرہاد تیری شرر فشانی سے شیریں کے سمند تیز رفتار کی کیفیت یہ ہے کہ برابر شرار سنگ کو روندتا جا رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاؤں میں حنا لگی ہے مگر ہنوز تیری وہ بیقراریاں اور آتش افشانیاں کم نہیں ہوئی ہیں یعنی اب تیری بیقراری سے محبوب بھی بے قرار ہے مگر تو باز نہیں آتا۔

غرور دست رد نے شانہ توڑا فرق ہدہد پر — سلیمانی ہے ننگ بیدماغان خود آرائی

دست رد کسی چیز کو رد کرنے والا ہاتھ۔ واپس دینے والا ہاتھ۔ شانہ شکستن خائف کر دینا۔ خائف ہو جانا۔ شانہ سر۔ ہدہد۔ ہدہد ایک معروف پرندہ۔ سلیمانی حکمرانی۔ بیدماغ

نازک مزاج۔ خود آرائی زینت۔ مطلب یہ ہے کہ نازک مزاجون اور بے دماغون کے لئے سلیمانی تنگ ہے۔ یعنی وہ لوگ جو خود آرائی کی وجہ سے بے دماغ ہو گئے ہین اُن کے واسطے سلیمانی اور بادشاہی یا ملک گیری باعث شرم ہے انھون نے اپنے دست ردّ سے سلیمانی کو واپس دیکر ہد ہد کو خائف کر دیا۔ خائف کرنا اس وجہ سے ہے کہ سلیمانی ہد ہد کے لئے ایک بہت بڑی چیز ہے وہ بھی ان کے استغنا کو دیکھ کر خائف ہوا۔ مناسبات لفظی کی اس شعر مین بھی بھرمار ہے۔ اور تخئیل کا زیادہ حصہ اسی مناسبت کے کام آیا ہے۔ شانہ۔ شانہ سر۔ فرق۔ ہد ہد۔ سلیمانی۔ خود آرائی۔ یہ سب الفاظ شطرنج کے مہرون کی طرح ایک دوسرے کے زور مین اپنا اپنا کام کر رہے ہین مگر کوئی چال نہین نکلتی۔

جنون افسردہ و جان ناتوان اے جلوہ شوخی گر … گئی یک عمر خود داری بہ استقبال رعنائی

میری خود داری کی پوری زندگی رعنائی کا استقبال کرتے کرتے گزر گئی اور اب یہ عالم ہے کہ جنون افسردہ ہو گیا ہے۔ اور جان ناتوان ہو کر رہ گئی ہے۔ اے جلوہ حسن یار اب تو خدا کے لئے اپنی شوخی دکھا کہ جنون کی افسردگی اور جان کی ناتوانی جائے۔

نگاہ عبرت افسون گاہ برق و گاہ مشعل ہے … ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوق تنہائی

ہماری نگاہ جو ہر وقت ہمارے اوپر عبرت کا افسون دم کرتی ہے یا ہماری وہ نگاہ جسے افسون عبرت یاد ہے اپنی تاثیر افسون گری سے ہمین برابر نیرنگیان دکھا رہی ہے کبھی برق کی صورت بن کر جلوت مین تمام عالم و کائنات عالم کو جلا دیتی اور نظرون سے پنہان کر دیتی ہے اور کبھی شمع کنج خلوت بن جاتی ہے۔ غرضکہ ہر جگہ ہم تنہا رہتے ہین۔ اسی مضمون کو بالکل برعکس فرماتے ہین ؎

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتے ہین خلوت ہی کیون نہ ہو

خدایا خون ہو رنگ امتیاز اور نالہ موزون ہو … جنون کو سخت بیتابی ہے تکلیف شکیبائی

اگرچہ ضبط نالہ و زاری سے مجھ مین ایک صورت امتیازی ضرور ہے مگر اے میرے خدا

مین اس سے باز آیا رنگ امتیاز کو خون کر کے میرے نالے کو موزون بنا دے میرے جنون کے لئے یہ شکیبائی کی تکلیف بیتابی کا کام دے رہی ہے۔

خرابات جنون مین ہے اسدؔ وقت قدح نوشی … بعشق ساقی کوثر بہار بادہ پیمائی

اے اسدؔ میخانہ جنون مین قدح نوشی کے وقت ساقی کوثر کے عشق مین بہار بادہ پیمائی کا لطف آتا ہے۔

بسکہ زیر خاک با آب طراوت راہ ہے … ریشے سے ہر تخم کا ڈولو اندرون چاہ ہے

چونکہ خاک کے نیچے آب طراوت مخفی ہے اور اسی کے نیچے سے یہ راستہ ہو کر جاتا ہے اس لحاظ سے ہر تخم مین جو ایک ریشہ نکلتا ہے وہ گویا ہر ایک تخم کا ڈول ہے جو چاہ زیر زمین سے آب طراوت اس کے ذریعہ سے کھینچ رہا ہے۔ نباتات کے نشو نما کی حقیقت بیان کی ہے گویا خاک مین ملنا طراوت کی طرف راستہ پیدا کر لینا ہے ؎

خاک مین ملتا ہے دانہ سبز ہونے کے لئے

عکس گلہائے سمن سے چشمہائے باغ مین … فلس ماہی آئینہ پرواز داغ ماہ ہے

چنبیلی کے پھولون کا عکس جو باغ کے چشمون مین پڑ رہا ہے اس سے ماہیان چشمہ کے فلس ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے چاند کے اندر داغ یعنی پانی چاند کی طرح جگمگا رہا ہے اور اس مین مچھلیون کے فلس داغ ماہ ہین۔

وان سے ہے تکلیف عرض بیدماغی ہائے دل … یان صریر خامہ مجکو نالہ جان کاہ ہے

ان کی بے پروائی یا استغنا کی وجہ سے ضرورت ہے اس بات کی کہ مین اپنی بے دماغیون اور دل کی نازک مزاجیون کا حال لکھون یا ان کی خواہش ہے کہ مین اپنے دل کی یہ کیفیات قلم بند کرون اور میری حالت یہ ہے کہ قلم کی آواز تحریر مجکو ایک نالہ جان کاہ معلوم ہوتی ہے۔

حسن و رعنائی مین ہم صد سرو گردن فرق ہے … سرو کی قامت پہ گل اک دامن کوتاہ ہے

حسن اور رعنائی مین سو سرون اور گردنون کا فرق معلوم ہوتا ہے سرو کے قد پر گل کی بیلین چڑھی ہوئی ہین۔ وہ ایسی معلوم ہوتی ہین کہ ایک تنگ پیراہن پہنے ہوے ہے۔ یعنی وہم ہوتا ہے کہ حسن اور رعنائی مین کافی فرق ہے۔ اس شعر مین تخیل ناتمام رہ گئی ہے۔ ایک جگہ ایسا ہی مضمون مکمل صورت مین یون کہا ہے ؎

سمجھ اس فصل مین کوتاہی نشو و نما غالبؔ
اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جائے

رشک ہے آسائش ارباب غفلت پر اسدؔ ‖ پیچ و تاب دل نصیب خاطر آگاہ ہے

اے اسد مجھے اُن لوگون پر بڑا رشک آتا ہے جو غافل ہین اور جنھین کوئی غم اور فکر نہین ہے پیچ و تاب اُن لوگون کے لئے ہے جو آگاہ ہین اور ہر مصیبت اور اندیشہ انھین کے واسطے ہے میرا شعر ہے ؎

دشمن راحت ہے آسی میرا احساس خرد
مجکو دور بے حسی مین ہر جگہ آرام تھا
لی ہوش مین آنے کی جو ساقی سے اجازت
فرمایا خبردار کہ نازک ہے زمانا (حالی)

بسکہ چشم از انتظار خوش خطان بے نور ہے ‖ یک قلم شاخ گل نرگس عصائے کور ہے

چونکہ خوشخطون کا انتظار دیکھتے دیکھتے آنکھین بے نور ہو گئی ہین اس وجہ سے نرگس کے پھول کی شاخ اندھے کے ہاتھ کی ایک لاٹھی معلوم ہوتی ہے۔

بزم خوبان بسکہ جوش جلوہ سے پرنور ہے ‖ پشت دست عجز یان ہر برگ نخل طور ہے

معشوقون کی محفل چونکہ جلوون سے بھری ہوئی ہے اور نور سے معمور ہے تو اسکے سامنے نخل طور جسپر وادی ایمن مین جلوہ چمکا تھا۔ عاجز معلوم ہوتا ہے اور اسکا ہر پتہ ایک پشت دست عجز معلوم ہوتا ہے۔

ہون تصور ہائے ہمدوشی سے بدمست شراب ‖ حیرت آغوش خوبان ساغر بلور ہے

مین ہمدوشی کا تصور کر رہا ہون اور اس مین ایسا مست و مدہوش ہون کہ معلوم ہوتا ہے مین نے شراب پی ہے معشوقون کے آغوش کا خیال میری بادہ کشی کیلئے ساغر بلور بن گیا ہے۔

ہے عجب مُردون کو غفلتہائے اہل دہر سے ‖ سبزہ جون انگشت حیرت در دہان گور ہے

مردون کو اہل دنیا کی غفلتون سے تعجب آتا ہے اور وہ سخت حیران ہین اُن کا سبزۂ تربت گویا کہ ایک انگشت حیرت ہے۔ یعنی گور انگشت حیرت در دہان ہے۔

حسرت آباد جہان مین ہے الم غم آفرین ‖ نوحہ گویا خانہ زاد نالۂ رنجور ہے

دنیا ایک حسرت آباد ہے یہان الم سے غم پیدا ہوتا ہے کیونکہ نالۂ رنجور کا نوحہ ایک غلام خانہ زاد ہے یعنی نالہ کے بعد ہی نوحہ کی نوبت آتی ہے۔

کیا کرون غمہائے پنہان لے گئے صبر و قرار ‖ دزد گر ہو خانگی تو پاسبان مجبور ہے

صبر و قرار بھی دل مین رہتے ہین اور غم بھی دل ہی مین رہتے ہین میرے غمون نے میرے صبر و قرار کو تاراج کر دیا جب چور خانگی ہے تو مین کیا کر سکتا ہون۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے والا مضمون ہے۔

ہے زپا افتادگی ہی نشۂ حیرت مجھے ‖ بے سخن تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے

میرا عاجز ہو جانا میرے لئے نشۂ حیرت کا کام دیتا ہے بغیر سخن کہے ہوے میرے لب پر جو چھالا پڑا ہوا ہے وہ گویا انگور کا دانہ ہے۔ جو باعث ایجاد شراب حیرت ہے

جس جگہ ہو مسند آرا جانشین مصطفےٰ ‖ اس جگہ تخت سلیمان نقش پائے مور ہے

یہ منقبت کا شعر ہے۔ کہتے ہین کہ جانشین رسول حضرت علی کرم اللہ وجہہ جس جگہ مسند آرائے حکومت ہون اس جگہ پر تخت سلیمان ہیچ اور بے وقعت معلوم ہوتا ہے۔

ہے وہاں تکلیف عرضِ بیدماغی اے اسدؔ یاں صریر خامہ مجکو نالۂ رنجور ہے

ایک شعر جو ابھی لکھا ہے یہ بھی وہی ہے صرف اس کی ردیف بدل دی گئی ہے لہذا اس کی شرح اسی کے تحت میں ملاحظہ کیجئے شعر یہ ہے۔

وان سے ہے تکلیف عرض بیدماغیہاے دل
یان صریر خامہ مجکو نالۂ جانکاہ ہے

اے خیالِ وصل نادر ہے مے آشامی تری پختگی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری

اے خیال وصل تیری شراب نوشی بھی عجیب قسم کی شراب نوشی ہے اور تجھ میں بہت عجیب باتیں ہیں چونکہ تو خام ہے اس سے دل عشاق کباب ہوے جاتے ہیں خامی سے پختگی پیدا ہونا ایک عجیب بات ہے۔ یا خیال وصل کی خود شراب نوشی یا خیال وصل سے شراب نوشی دونوں صورتیں ممکن ہیں۔

رچ گیا جوشِ صفائے زلف کا اعضا میں عکس ہے نزاکت جلوہ اے ظالم سیہ فامی تری

زلف کے جوش صفا کا اعضا کے اندر عکس رچ گیا ہے اے ظالم تیری سیاہ فہمی کسقدر نزاکت سے بھری ہوئی ہے۔ عجیب شعر کہا ہے کہ زلف کے سیاہ ہونے کے بجاے معشوق کو سیاہ فام کہا ہے۔

برگریزی ہائے گل ہے وضع زرافشاندنی باج لیتی ہے گلستان سے گل اندامی تری

پھولوں کی پتیاں جھڑنا ایک قسم کی سونے کی نچھاور ہے جو تیرے اوپر کی جا رہی ہے اے ظالم تیری گل اندامی اور نزاکت باغ سے خراج وصول کرتی ہے۔

بسکہ ہے عبرت ادب‌آموز وارستگی ہائے ہوس میرے کام آئی دل مایوس ناکامی تری

عبرت ایک ادیب ہے جو ہوس کی بیہودگیوں کو روکتی ہے۔ اے دل تو جو مایوس ہوا

اور اس سے تجھے عبرت حاصل ہوئی اس وجہ سے تیری ناکامی میرے کام آ گئی کہ ہوس وخیرہ سری اور بیہودگی جاتی رہی۔

ہم نشینی رقیبان گرچہ ہے سامانِ رشک لیکن اس سے ناگوار تر ہے بدنامی تری

اگرچہ تیرے پاس رقیبوں کا بیٹھنا میرے واسطے رشک کا سامان ہے اور اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے مگر اس قسم کے رشک اور تکلیف کی مجھے کوئی پروا نہیں ہے اس سے بھی زیادہ مجھے تیری بدنامی ناگوار ہے اور اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

سر بزانوئے کرم رکھتی ہے شرم ناکسی اے اسدؔ بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری

اے اسد غفلت سے تیرا آرام کرنا اور مست آرام رہنا کچھ بیجا نہیں ہے تیری ناکسی کی شرم اس سے اپنا سر زانوے کرم پر رکھے ہوے ہے اور حقیقتاً یہ تیرے کام آ رہی ہے۔

یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی کہ موج آب ہے ہر ایک چین پیشانی

مجھ بدنصیب کی قسمت میں ہمیشہ کے لئے آنسو بہانا ہے اور اس سے کسی حالت میں نجات نہیں ہے یہ حالت ہے کہ ہر چین پیشانی جو میری پیشانی میں ہے وہ ایک موج آب معلوم ہوتی ہے۔

نظر بغفلت اہل جہاں ہوا ظاہر کہ عید خلق پہ حیران ہے چشم قربانی

اہل جہاں کی غفلت کو دیکھتے ہوے یہ بات ظاہر ہوئی کہ دنیا کو محو عید قربان دیکھ کر ذبیحہ کی آنکھیں محو حیرانی ہو گئی ہیں اور سوچتی ہیں کہ اے خداے برتر انسان کس قدر فریب خوردہ ہستی ہے کہ اس اسباب ظاہر سے شاد اور ہشاش بشاش نظر آتا ہے۔

کہوں وہ مصرعِ برجستہ وصفِ قامت میں کہ سرو ہو نہ سکے اسکا مصرعِ ثانی

میرا ارادہ ہے کہ تعریف قد معشوق مین ایسا مصرع برجستہ کہون کہ سرو بھی اسکا مصرع ثانی نہ بن سکے۔ یعنی سرو باوجود برجستگی اور راستی و موزونی اس کا مقابل نہ ہو سکے۔

اسد نے کثرت دلہائے یار سے جانا　　کہ زلف یار ہے مجموعہ پریشانی

اسد نے یہ دیکھ کر کہ دنیا کے ہزارون دل اس مین اُلجھے ہوے ہین اور وہ سب پریشان ہین اُس کی زلف کو یہ سمجھا کہ یہ ایک مجموعہ پریشانی ہے۔

دیوانگی ہے تجکو درس خرام دینا　　موج بہار یکسر زنجیر نقش پا ہے

تجکو خرام ناز کی تعلیم دینا جنون اور دیوانگی سے کم نہین ہے تیرے نقش پا باہم موج بہار ہین یعنی زمین پر جو تیرے قدم سے نقش پڑے ہین وہ ایک زنجیر معلوم ہوتے ہین اور وہ زنجیر موج بہار کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

دریائے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی　　تاکوچہ دادن موج خمیازہ آشنا ہے

اس مین شک نہین کہ ساقی ایک دریائے مے ہے لیکن اس کا دریا ہونا خمار کو نہین مٹا سکتا۔ کیونکہ اس دریا کی موج مین بھی صورت خمیازہ معلوم ہوتی ہے کوچہ دادن کے معنی بلاستہ چھوڑنے کے ہین۔

اے غنچۂ تمنا یعنی کف نگارین　　دل دے تو ہم بتادین مٹھی مین تیری کیا ہے

شاعر کف نگارین کو غنچۂ تمنا کہکر خطاب کرتا اور کہتا ہے کہ اے کف نگارین اگر تو ہمارا دل ہم کو دے تو ہم بتائین کہ تیری مٹھی مین کیا ہے۔

آشیان بند بہار عیش ہون ہنگام قتل　　یان پر پرواز رنگ رفتہ بال تیر ہے

مین قتل کے وقت مین بہار عیش کا آشیانہ بنا رہا ہون اور تیر کے پر میرے واسطے پر پرواز بنے ہوے ہین۔

وقت حسن افروزی زینت طرازان جا گل　　از نہال شمع پیدا غنچۂ گلگیر ہے

زینت اور بناؤ سنگار کرنے کے وقت گل کی جگہ نہال شمع سے غنچہ گلگیر پیدا ہو رہا ہے اور یہ سب ان کی زینت طرازی کا اثر ہے

ریزش خون وفا ہی جرعہ نوشیہائے یار　　یان گلوئے شیشۂ مے قبضۂ شمشیر ہے

دوست کی شراب نوشی گویا خون وفا کی خونریزی ہے شیشہ کا گلا گویا تلوار کا قبضہ ہے جو خونریزی کر رہا ہے۔

جو بہ شام غم چراغ خلوت دل تھا اسد　　وصل مین وہ سوز شمع مجلس تقریر ہے

اے اسد وہ سوز غم جو شام تنہائی خلوت دل مین شمع بنا ہوا تھا شب وصل مین وہی سوز شمع مجلس تقریر بن گیا ہے۔

ذوق بے پروا خراب وحشت تسخیر ہے　　آئینہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے

میرا ذوق بے پروا وحشت تسخیر کی وجہ سے خراب اور برباد ہو رہا ہے خانۂ آئینہ جسنے کہ میری تصویر کو چارون طرف سے مسخر کر رکھا ہے۔ وہی اس کے لئے زنجیر بن گیا ہے۔

بیخود ز بسکہ خاطر بیتاب بن گئی　　مژگان باز ماندہ رگ خواب ہو گئی

میرا دل چونکہ بے انتہا بیتاب ہے اور نہایت بے قرار ہے اسی وجہ سے میری رگ خواب بھی مژگان باز ماندہ بن گئی ہے یعنی میری حالت خواب بھی بیداری جیسی ہے رگ خواب ایک اصطلاح ہے جس سے سلسلۂ خواب یا عالم خواب مراد ہے۔

موج تبسم لب آلودہ مسی　　میرے لئے تو تیغ سیہ تاب ہو گئی

وہ ہونٹ جنپر مسی لگی ہے انکی موج تبسم میرے واسطے تیغ سیہ تاب بن گئی ہے۔

رخسار یار کی جو ہوئی جلوہ گستری — زلف سیاہ بھی شب مہتاب ہو گئی

یار کے رخساروں کی جو جلوہ گستری ہوئی یعنی اس کے رخساروں کا جو نور پھیلا تو اس کی زلف سیاہ بھی چاندنی رات معلوم ہونے لگی۔

بیدل تو انتظار کی طاقت نہ لا سکی — اے جان بر لب آمدہ بیتاب ہو گئی

انتظار کے ظلم نہ اٹھا سکی۔ واہ اے جان بر لب آمدہ واہ بس دیکھ لیا کیا تو بیتاب ہو گئی۔ آخر میں استفہام ہے۔

غالب بسکہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہر نایاب ہو گئی

اے غالب چونکہ آنکھوں میں آنسو سوکھ گئے لہذا حالت یہ ہوئی ہے کہ اب ایک آنسو کی بوند بھی گوہر نایاب کا درجہ اور قیمت رکھتی ہے

ہر رنگ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے — بال سمندر آئینۂ ناز ہے مجھے

سوز خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ کہیں ہو میرے واسطے ساز کا ایک پردہ ہے یعنی میرے لئے موجب انبساط ہے۔ چنانچہ دیکھئے بازوے سمندر کو کہ اس کے بازو اور بھی میرے لئے موجب ناز و افتخار رہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ اس میں بھی سوز موجود ہے۔

طاؤس خاک حسن نظر باز ہے مجھے — ہر ذرہ چشمک نگہ ناز ہے مجھے

خاک ایک طاؤس ہے (طاؤس بوجہ خاک کے ذروں کی درخشانی کے کہا گیا) جو مجھکو ایک ایسا حسن معلوم ہوتا ہے جو نظر بازی کر رہا ہے اس لئے خاک کا ہر ایک ذرہ نگاہ ناز کی چشمک اور اشارہ بازی معلوم ہوتا ہے۔

آغوش گل ہے آئینۂ ذرہ ذرہ خاک — عرض بہار جوہر پرواز ہے مجھے

ایک ایک ذرہ خاک آئینہ میرے واسطے آغوش گل ہے اور بہار کی آمد میرے لئے جوہر پرواز ہے عرض سے مراد آمد بہار۔

ہے بوے گل غریب تسلی گہ وطن — ہر جیرو آشیان پر پرواز ہے مجھے

پھولوں کی خوشبو ایک مسافر ہے جو تسلی گاہ وطن کو جا رہی ہے گویا کہ آشیانے کا ہر ایک جنو پر پرواز بنا ہوا مجھے پرواز میں لا رہا ہے

وحشت بہار نشۂ و گل ساغر شراب — چشم پری شفق کدۂ راز ہے مجھے

مجھے وحشت نشہ کی بہار معلوم ہوتی ہے اور پھول ساغر شراب معلوم ہوتا ہے اور چشم پری ایک راز کا گھر شفق کدہ بوجہ سرخی چشم کے کہا گیا۔

فکر سخن بہانۂ پرواز خامشی — دود چراغ سرمۂ آواز ہے مجھے

میری فکر سخن میرے واسطے خاموشی کا ایک بہانہ بن گئی ہے اور دود چراغ سرمۂ آواز بن گیا ہے۔ جو کوئی پوچھتا ہے کہ آخر چپ کیوں ہو تو میں اس سے کہتا ہوں کہ فکر سخن میں مصروف ہوں اور جو کوئی کہتا ہے کہ کیوں نہیں بولتے تو کہہ دیتا ہوں کہ سرمہ چراغ نے آواز گرفتہ کر دی ہے اس لئے بول نہیں سکتا۔

ہے خامہ فیض بیعت بیدل بکف اسد — یک نیستان قلمرو اعجاز ہے مجھے

اے اسد قلم میرے ہاتھ میں بیعت بیدل کے فیض سے ایک نیستان ولایت اعجاز بن گیا ہے۔

نگاہ یار نے جب عرض تکلیف شرارت کی — دیا ابرو کو چھیڑا اور اس نے فتنے کو اشارت کی

جب نگاہ یار نے چاہا کہ کوئی شرارت برپا ہو جائے تو ابرو کو چھیڑ دیا اور ابرو نے اشارہ کر کے فتنے کو آمادہ شرارت کر دیا۔ اے لیجئے اچھا خاصا ایک فتنہ برپا ہو گیا

نشہ گل نے کیا جب بند و بست گلشن آرائی — عصا ے سبز دے نرگس کو دی خدمت نظارت کی

گل ایک بادشاہ ہے جب اس نے گلشن آرائی کا انتظام کیا تو نرگس کو ناظر مقرر کیا اور اس کو ایک سبز عصا مرحمت کر دیا - نرگس کا ناظر ہونا بہ سبب اس کے ہے کہ نرگس کو چشم سے مشابہ کرتے ہین اور سبز عصا بلحاظ اس کی شاخ کے کہا ہے۔

نہین ریزش عرق کی اب ہے ذوبان اعضا کا — تپ خجلت نے کیا نبض رگ گل سے حرارت کی

طب کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ حرارت کے لازم ہونے سے اعضا کا ذوبان یعنی پگھلنا اور گھلنا شروع ہو جاتا ہے اسی بنا پر شاعر کہتا ہے کہ آخر تپ خجلت نے رگ گل کی نبض مین اتنی حرارت پیدا کی ہے کہ اس کو ذوبان اعضا شروع ہو گیا - کیونکہ یہ ریزش عرق نہین ہے بلکہ اعضا کا ذوبان ہے جو خجلت سے پیدا ہوا -

زبس نکلا غبار دل بوقت گریہ آنکھون سے — اسد کھائے ہوئے سرمے نے آنکھون مین بصارت کی

غبار دل جو روتے وقت آنکھون سے نکلا تو گویا اس سرمہ نے جو کھایا گیا تھا جس سے مراد خاموشی رہے آنکھون مین روشنی پیدا کی - کیونکہ وہ آنکھون کی راہ سے ہو کر گذرا - غبار کو بوجہ باریکی سرمے سے تشبیہ دی اور تشبیہ بہ ادنیٰ ملابست جائز ہے غبار دل کا نکلنا - بھڑاس نکلنا -

خدایا - دل کہان تک دن بصد رنج و تعب کاٹے — خم گیسو ہو شمشیر سیہ تاب اور شب کاٹے

اے میرے خدا میرا فراق زدہ دل کہان تک رنج و غم کی حالت مین دن بسر کرے اب ایسا ہو تو مناسب ہے کہ وہ خم گیسو سیہ تاب تلوار بن جائے اور رات کو کاٹ دے صرف مراعات لفظی ہے -

کرین گر قدر اشک دیدۂ عاشق خود آرایان — صدف دندان گوہر سے بحسرت اپنے لب کاٹے

کاش اگر کہین ایسا ہو کہ معشوق عاشقون کے آنسوؤن کی قدر کرنے لگین تو سیپ گوہر کے دانتون سے رشک اور حسد کی وجہ سے اپنے ہونٹ چبانے لگے - لب صدف نہایت ہی عمدہ استعارہ ہے اور دندان گوہر بھی بہت مناسب ہے -

دریغا وہ مریض غم کہ فرط ناتوانی سے — بہ قدر یک نفس جادہ بصد رنج و تعب کاٹے

ہائے افسوس ہے اس مریض غم کی حالت زار پر جو اتنا کمزور اور ناتوان ہو گیا ہو کہ سانس بھی دشواریون کے ساتھ لے یعنی ایک جادہ نفس بھی سیکڑون مصیبتون سے طے کرے -

یقین ہے آدمی کو دستگاہ فقر حاصل ہو — دم تیغ توکل سے اگر پائے سبب کاٹے

امید نہین بلکہ یقین کامل ہے کہ آدمی کامل فقیر ہو جائے اگر وہ توکل کی تلوار سے سبب کے پاؤن کاٹ ڈالے یعنی توکل کرے اور اسباب سے قطع نظر کرے - کرے کرون گا تو یہ ہو گا اور یہ ہو گا تو یہ ہو گا ان سب خیالات کو چھوڑ دے اور توکل کر کے بیٹھ جائے -

اسد مجھ مین ہے اسکے بوسہ پا کی کہان جرأت — کہ مین نے دست و پا باہم بہ شمشیر ادب کاٹے

اے اسد مجھ مین اس کے پاؤن چومنے کی اب جرأت کہان ہے مین نے ادب کی تلوار سے اپنے ہاتھ پاؤن دونون کاٹ ڈالے ہین - یعنی مین اس قدر پابند ادب ہو گیا ہون کہ اس قسم کی جرأت میرے ہاتھ پاؤن سے ممکن ہی نہین ہے - ایک جگہ کہا ہے ؎

لے تو لون سوتے مین اسکے پاؤن کا بوسہ مگر
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہو جائے گا

ہوا جب حسن کم خط بر عذار سادہ آتا ہے — کہ بعد از صاف ساغر مین درد بادہ آتا ہے

جب حسن کم ہو جاتا ہے تو رخسار صاف پر خط کی نمود ہوتی ہے اور یہ کیون نہ ہو قاعدہ مقررہ ہے کہ ہمیشہ صاف شراب کے بعد پیالہ مین شراب کی تلچھٹ آتی ہے ایک جگہ کہا ہے اور اسی مضمون کو یون ادا کیا ہے ؎

آمد خط سے ہوا ہے سرد جو بازار دوست — دود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست

نہیں ہے مزرع الفت میں حاصل غیر پامالی — نظر دانہ اشک بر زمین افتادہ آتا ہے

مزرع الفت کا حاصل سوائے اسکے کہ وہ پامال ہو اور کچھ بھی نہیں ہے گویا کہ آنسو ایک دانہ ہے جو بوجہ پامالی کے خوشہ سے جدا ہو کر زمین پر گر گیا ہے یا ایک دانہ ہے جو زمین پر پڑا ہے اور روندا جا رہا ہے۔

محیط دہر میں بالیدن از ہستی گزشتن ہے — کہ یان ہر اک حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے

دنیا ایک دریائے بے پایان ہے یہان بڑھنے اور نشو و نما پانے کے معنی یہ ہین کہ ہستی گزر جائے اور ترک ہستی کرے۔ حباب کو دیکھو کہ اسکا بڑھنا اسکے واسطے شکست کا سامان اور ٹوٹنے کا دیباچہ ہے اور اسکی نشو و نما سامان فنا ہے۔

دیار عشق میں جاتا ہے جو سوداگری سامان — متاع زندگانی ہا بغارت دادہ آتا ہے

عشق کا استعارہ کیا ہے دیار سے اس سے استعارہ کر کے کہتا ہے کہ اس ولایت مین جو کوئی سوداگری کرنے کے لئے جاتا ہے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اپنی زندگانی کا مال و متاع لٹوا کر آتا ہے۔ زندگانی ہا سے مراد یہ بھی ہوسکتی ہے کہ بہت سی زندگانیوں پر پانی پھیر آتا ہے۔

اسد وارستگان باوصف سامان بے تعلق ہین — صنوبر گلستان مین بادل آزادہ آتا ہے

اے اسد وارستہ مزاج باوجود سامان کے بے تعلق ہین صنوبر باغ مین باینکہ اس مین سب برگ و بار موجود ہوتے ہین مگر پھر بھی بالکل آزاد آتا ہے۔

بہ فکر حیرت رم آئینہ پرواز زانو ہے — کہ مشک نافہ تمثال سواد چشم آہو ہے

مشک رمیدگی کی حیرت مین مستغرق ہو کر گویا آئینہ بن گیا ہے کیونکہ مشک نافہ سراسر چشم آہو کی تمثال نظر آتا ہے جس سے اس کی حیرانی اور رمیدگی کا پتہ چلتا ہے۔ اس مضمون کو تغیر الفاظ کے ساتھ مرزا نے اکثر جگہ کہا ہے چنانچہ یہ شعر ؎

ہے عدم مین غنچہ محو عبرت انجام گل
یک جہان زانو تامل در قفائے خندہ ہے

ترحم مین ستم کوشان کے ہے سامان خونریزی — سرشک چشم یار آب دم شمشیر ابرو ہے

ستم کوشون کے رحم مین بھی ظلم اور خونریزی کی شان ہے اور اس مین بھی ستم کے سامان موجود ہین دوست کی آنکھ کے آنسو جو وہ میرے حال پر از راہ ترحم بہاتا ہے شمشیر ابرو کی آبداری معلوم ہوتے ہین جو خونریز اور سفاک ہے۔

ہوا چرخ خمیدہ ناتوان بار علایق سے — کہ ظاہر پنجہ خورشید دست زیر پہلو ہے

چرخ کوزہ پشت کی کمر تعلقات کے بوجھ کی وجہ سے جھک گئی ہے ظاہرا پنجہ خورشید ایک ہاتھ ہے جو بوجھ کو سنبھالنے یا تکان کو دور کرنے کے واسطے اسنے کمر کے نیچے لگا لیا ہے اور یہ قاعدہ عام ہے کہ تھک جانے یا بوجھ سنبھالنے کے لئے مزدور کمر کے نیچے ہاتھ لگا لیتے ہین۔

اسد تا کے طبیعت طاقت ضبط الم لائے — فغان دل بہ پہلو نالۂ بیمار بدخو ہے

اے اسد طبیعت غریب کہان تک ضبط غم کیا کرے اور کہان تک اس مین تاب ضبط باقی رہے حالت یہ ہے کہ دل جو پہلو مین شور و فغان کرتا ہے وہ ایک بیمار بدمزاج کا نالہ معلوم ہوتا ہے۔

خبر نگہ کو نگہ چشم کو عدو جانے — وہ جلوہ کر کہ نہ مین جانون اور نہ تو جانے

خبر نگاہ کو اور نگاہ آنکھ کو اپنا دشمن سمجھے اور ایک کی دوسرے کو کانون کان خبر نہ ہو مین اسی جلوہ کا متمنی ہون کہ نہ تجھے خبر ہو اور نہ مجھے معلوم ہو۔ نہایت ہی نازک اور لطیف شعر کہا ہے جس کا وجدان ذوق سلیم پر منحصر ہے۔

نفس نہ نالۂ رقیب نگہ بہ اشک عدو — زیادہ اس سے گرفتار ہون کہ تو جانے

نفس نالہ کا رقیب ہے اور نگہ آنسوؤن کی دشمن ہے۔ اور یہ رقابتین باہم چل رہی ہین۔ ہر چیز بلا شرکت غیرے تیری خواستگار ہے۔ تجھے ان حالات کی کیا خبر ہے۔ میری گرفتاری تیری معلومات سے بہت زیادہ ہے۔

بکسوت عرق شرم قطرہ زن ہے خیال　　مباد حوصلہ معذور جستجو جانے

میرا خیال عرق شرم کے لباس مین قطرہ زنی کر رہا ہے اور برابر اپنی مسافت طے کرتا جاتا ہے کہین ایسا نہو کہ حوصلہ یہ سمجھ لے کہ وہ معذور جستجو ہوگیا ہے۔

جنون فسردہ تمکین ہے کاش عہد وفا　　گداز حوصلۂ پا کو آبرو جانے

میرے جنون کو معشوق کی تمکنت حسن نے افسردہ کر دیا ہے کاش کہ عہد وفا میرے حوصلۂ پا کے گداز کو اپنی آبرو سمجھے۔ گداز حوصلۂ پا کو آبرو سمجھنا نہایت عجیب چیز ہے یعنی عہد وفا کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ پاؤن درماندہ جستجو ہوگیا۔ بلکہ اس کو اس کے گداز سے کام لینا چاہئے۔

نہ ہوئے کیونکہ اُسے فرض قتل اہل وفا　　لہو مین ہاتھ کے بھرنے کو جو وضو جانے

جو ظالم ہاتھ مین لہو لگ جانے کو وضو سمجھے پھر بھلا وہ اہل وفا کے قتل کو فرض کیون نہ جانے اُس کے لئے تو یقینی فرض ہے۔

زبان سے عرض تمنائے خامشی معلوم　　مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے

یہ تو ممکن ہی نہین ہے کہ کبھی میری خامشی زبان سے تمنا کرے گی یہ تو محالات سے ہے بس اب تو اسی طرح کام چل سکتا ہے کہ وہ خانہ برانداز میری خامشی کو بھی گفتگو سمجھ لے۔

مسیح کشتۂ الفت ببر علی خان ہے　　کہ جو اسد تپش نبض آرزو جانے

اے اسد ببر علیخان کشتۂ الفت کا مسیحا ہے کہ جو اچھی طرح نبض آرزو کی تپش کو سمجھتا ہے۔

دیکھ تری خوئے گرم دل بہ تپش رام ہے　　طائر سیماب کو شعلہ رگ دام ہے

تیری خوئے گرم کو دیکھ کر میرا دل مطیع تپش ہوگیا ہے گویا طائر سیماب شعلہ کے جال مین پھنسا ہوا ہے۔ طائر سیماب دل ہے اور دام شعلہ اس کی خوئے گرم۔

شوخی چشم حبیب فتنۂ ایام ہے　　قسمت بخت رقیب گردش صد جام ہے

گویا معشوق کی آنکھ کی شوخی فتنۂ ایام اور گردش دوران ہے جس سے بخت رقیب کی قسمت مین سیکڑون جام کی گردش آگئی ہے جو اس کے لئے وجہ آسایش و عیش ہے۔

کو نفس و چہ غبار جرات عجز آشکار　　در تپش آباد شوق سرمہ صدا نام ہے

یہان نفس اور غبار کہان ہے۔ عجز مین جسقدر جرات ہوسکتی ہے وہ ظاہر ہے حالت عجز مین کیسا نفس اور کیسا غبار۔ یہان ان چیزون کا وجود ہی نہین بلکہ حالت یہ ہے کہ شوق کی تپش آباد مین سرمہ درگلو ہونے یا خاموش رہنے کا نام صدا ہے۔ بالکل ایسا ہی شعر ہے جیسا کہ اس سے پہلی غزل مین لکھا گیا ہے

مگر وہ خانہ برانداز گفتگو جانے

غفلت افسردگی تہمت تمکیں نہو　　اے ہمہ خواب گران حوصلہ بدنام ہے

افسردگی نے دل مین اپنا اثر پھیلا کر ایک غفلت کی صورت پیدا کر دی ہے۔ شاعر اُس سے ڈر رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ غفلت کہین میرے اوپر تمکنت اور غرور کی تہمت قائم نہ کرائے۔ اسکے بعد اُسی غفلت کو خواب گران کہہ کے کہتا ہے کہ اے خواب گران یہ کیا اندھیر اور کیا غضب ہے دیکھ حوصلہ بدنام ہو رہا ہے اور دنیا اس کو مشکوک نگاہون سے دیکھ کر میرے اوپر نہ معلوم کیا کیا تہمتین تراش رہی ہے۔

بزم وداع نظر یاس طرب نامہ بر　　فرصت رقص شرر بوسہ بہ پیغام ہے

شاعر اپنی ایک حالت بربادی کا بیان کرتا ہوا کہتا ہے کہ میری بزم اب صرف وداع نظر ہے اور میرے لئے یاس طرب کی نامہ بر ہے۔ میری فرصت ہستی ایک ما رقص شرر کے برابر ہے اور پیغام میرے لئے بوسہ ہے۔

گریہ طوفان رکاب نالہ محشر عنان　　بے سروسامان اسد فتنہ سرانجام ہے

اس کے گریہ کی رکاب میں طوفان ہے اور اس کا نالہ محشر عنان ہے۔ تم اسد کو بے سروسامان سمجھتے ہو مگر دراصل وہ فتنہ سرانجام ہے۔ یعنی اس سے بڑے بڑے فتنوں کا سرانجام ہوگا۔

ریشہ شہرت دوانیدن ہے رفتن زیر خاک　　خنجر جلاد برگ بید مجنون ہے مجھے

میری ترقی اور میری شہرت رفتن زیر خاک پر منحصر ہے گویا کہ خنجر جلاد میرے حق میں برگ بید مجنون کا کام دے گا جو نیچے ہی نیچے پھیلتا اور ترقی کرتا رہتا ہے یعنی خنجر جلاد سبب ہوگا میرے خاک میں جانے کا۔ اور خاک میں جانا سبب ہوتا ہے ریشہ شہرت دوانیدن کا۔ تو خنجر جلاد میرے لئے برگ بید مجنون خود ہی بن جائے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر دانہ ریشہ جبھی پیدا کرتا ہے جب وہ خاک میں ملتا ہے۔ جیساکہ کہا ہے ؎

خاک میں ملتا ہے دانہ سبز ہونے کے لئے

جیسے تخم ریشہ سرسبزی خاک میں مل کر نکالتا ہے۔ اسی طرح عاشق خاک میں مل کر مشہور ہوتا ہے۔

ساقیا دے ایک ہی ساغر میں سب کو کہ آج　　آرزوئے بوسہ لبہائے میگون ہے مجھے

اے ساقی میری خواہش اور تمنا یہ ہے کہ آج تو ایک ہی ساغر میں سب پینے والوں کو شراب پلادے تاکہ اس بہانے سے میں ان ہونٹوں کے بوسے لے سکوں یعنی اس کا ہونٹ جو پیالے کو لگے گا اور اسکے بعد وہی ساغر میرے لب تک پہونچے گا تو گویا میں ان ہونٹوں کے بوسے لوں گا۔ یا یہ کہ پہلے اگر میں پیوں تب بھی وہی اثر ہوگا۔ اس مضمون کو مختلف طریقے سے لوگوں نے کہا ہے کسی کا ایک مشہور شعر ہے ؎

پس از مردن بنائے جائیں گے ساغر مری گل کے
لب جان بخش کے بوسے ملیں گے خاک میں مل کے

ہوگئے باہم گر جوش پریشانی سے جمع　　گردش جام تمنا دور گردون ہے مجھے

اس قدر جوش پریشانی ہوا کہ دونوں باہم جمع ہوگئے میرے لئے گردش جام تمنا دور گردون ہے۔ غرضکہ دور گردون بھی پریشان کن ہے اور گردش جام تمنا بھی۔

دیکھ لے جوش جوانی کی ترقی بھی کہ اب　　بدر کے مانند کاہش روزافزون ہے مجھے

چاند جب پورا ہوجاتا ہے تو اس کی کاہش شروع ہوتی ہے اور وہ کاہش ہر روز زیادہ ہوتی جاتی ہے لہٰذا میرے جوش جوانی کی ترقی کو دیکھ کہ میں جوان ہوکر برابر گھٹ رہا ہوں۔

غنچگی ہے بر نفس پیچیدن فکر اے اسد　　در شگفتن ہا دل در رہن مضمون ہے مجھے

فکر شعر کی حالت میرے لئے حالت غنچگی کی ہے کہ جب میرے دل پر یا میرے دماغ پر فکر شعر غالب ہوتی ہے تو بستگی اور گرفتگی سے مجھ میں صورت غنچگی پیدا ہوتی ہے گویا میرے دل کی شگفتگی مضمون یابی کی مرہون ہے۔ جب میں مضمون کی فکر کرتا ہوں تو میرا دل صورت غنچہ تنگ اور بستہ ہوتا ہے اور جب مضمون پالیتا ہوں تو پھول کی طرح کھل جاتا ہے۔

دلا عبث ہے تمنائے خاطر افروزی　　کہ بوسہ لب شیرین ہے اور گلوسوزی

اے دل اس بے تمنائے دل افروزی و آرزوئے روشندلی فضول ہے بوسہ لب شیرین صرف گلوسوزی ہی کرسکتا ہے اور کچھ اس سے نہیں ہوسکتا۔ گلوسوزی سے یہاں مراد رگ جان کا جلانا ہے اور یہ معمول سے زیادہ شیرین چیز گلوسوزی کرتی ہے۔

ہوئی ہے سوزش دل بسکہ داغ بے اثری　　اُگی ہے دود جگر سے شب سیہ روزی

میری سوزش دل چونکہ بے اثر ہے اور اس بے اثری سے داغ پڑا ہو اسی لئے
میرے دود جگر سے شب سیہ روزی پیدا ہوتی ہے ؂

آشفتگی نے نقش سویدا کیا درست
ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا

بہ پرفشانی پروانہ چراغ مزار — کہ بعد مرگ بھی ہے لذت جگر سوزی

بچراغ مزار کے پروانے کی پرفشانی کی قسم ہو کہ مرنے کے بعد بھی جگر سوزی کی لذت باقی
رہتی ہے۔

تپش تو کیا نہوئی مشق پرفشانی بھی — رہا مین ضعف سے شرمندہ نو آموزی

تپش کیسی پرفشانی کی مشق بھی نہو سکی اور مین پر بھی نہ ہلا سکا۔ اس کا باعث
ضعف تھا جس کی وجہ سے مین نو آموزی کا شرمندہ احسان رہا۔ اور اس حد سے
آگے نہ بڑھ سکا۔

اسد ہمیشہ پئے کفش پائے سیم تنان — شعاع مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی

اے اسد آسمان ہمیشہ سورج کی زرتار شعاعون سے سیم تنون کے کفش مین
زردوزی کا کام کیا کرتا ہے۔

آرزوئے خانہ آبادی نے ویران تر کیا — کیا کرون گر سایۂ دیوار سیلابی کرے

مجھے خانہ آبادی کی آرزو نے اور بھی زیادہ ویران کیا اور سایہ دیوار سیلاب
کا کام کرتا رہا۔ اب اسے کیا کرون اور اس کا کیا علاج ہے۔

نغمہا وابستۂ یک عقدۂ تار نفس — ناخن تیغ بتان شاید کہ مضرابی کرے

تمام نغمے تار نفس کے ایک عقدے سے وابستہ ہین ممکن ہے کہ حسینون کے
ناخن کی تیغ مضراب کا کام دیکر اس تار سے کوئی صدا پیدا کر دے۔

صبحدم وہ جلوہ ریز بے نقابی ہو اگر — رنگ رخسار گل خورشید مہتابی کرے

صبح کے وقت اگر وہ بے نقاب ہو کر جلوہ آرائے چمن ہو تو گل خورشید کا رنگ رخسار
مہتابی کا کام دے یعنی سورج مکھی کا پھول یا اینکہ زرد ہوتا ہے لیکن اس سے چاندنی
پھیل جائے یا رخسار گل خورشید پر چاندنی پھیل جائے۔

زخمہائے کہنۂ دل رکھتے ہین جوش مردگی — اے خوشا گر آب تیغ تیز تیزابی کرے

میرے دل کے پرانے زخمون مین ایک حالت مردگی پیدا ہو گئی ہے کیا اچھا ہو
اگر میرے محبوب کی تیز تلوار کا پانی انپر پڑکر تیزاب کا کام دے اور وہ صاف ہو جائین۔

بادشاہی کا جہان یہ حال ہو غالب تو پھر — کیون نہ دلی مین ہر اک ناچیز نوابی کرے

اے غالب دلی کی بادشاہی ایسی ہی ہے جیسے ایک چھوٹے موٹے نواب کی۔
پھر جب بادشاہی یہان کی یہ ہوئی تو ظاہر ہے کہ ہر ایک ناچیز اور ادنی آدمی بھی نوابی
کا دعوی کر سکتا ہے یا یہ کہ جب دلی کی شاہی اس قدر کمزور ہو گئی ہے تو پھر کیون نہ
ہر ایک ادنی اعلی آدمی کو نوابی کا دعوی ہو۔

صبح سے معلوم آثار ظہور شام ہے — غافلان آغاز کار آئینہ انجام ہے

صبح کا نمودار ہونا علامت ہے شام کے ہونے کی تو اے غافلو تم کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر ایک
چیز کا آغاز انجام کا آئینہ ہے۔

بسکہ ہین صیاد راہ عشق مین صرف کمین — جادۂ رہ سر بسر مژگان چشم دام ہے

چونکہ جابجا راہ عشق مین صیاد گھاتون مین لگے ہوے ہین تو جادۂ راہ کو سراسر
رشتہ دام سمجھنا چاہیئے یا جادے تمام تر چشم دام کے مژگان ہین۔

بسکہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق — ہر بت خورشید طلعت آفتاب بام ہے

چونکہ تیرے جلوۂ دیدار کا سب کو اشتیاق ہے اس واسطے ہر حسین خورشید طلعت آفتاب لب بام بنا ہوا ہے یعنی تیری آمد کے اشتیاق میں بام پر جلوہ افروز ہے آفتاب لب بام میں ایہام ہے یعنی ہر حسین خورشید طلعت رو بہ زوال اور قریب بہ اختتام ہے۔

کیا کمال عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے ۔۔۔ پختگی ہائے تصوریاں خیال خام ہے

دنیا ایک نقص آباد یعنی نقص کی جگہ ہے یہاں کمال کا ملنا ناممکن اور محال ہے اس قسم کے خیال پکانا محض خام خیالی ہے اور کچھ بھی نہیں۔

ہو جہاں وہ ساقی خورشید رو مجلس فروز ۔۔۔ واں اسد تار شعاع مہر خط جام ہے

اے اسد جس جگہ وہ ساقی خورشید رو مجلس افروز ہو یعنی مجلس میں بیٹھے وہاں آفتاب کے تار شعاع خط جام کا کام کریں گے۔ یعنی اہل مجلس کو سرشار ذوق کر دینگے یعنی چونکہ وہ ساقی خورشید رو ہے لہذا شعاع مہر خط جام ہو جائے گی۔

مستعد قتل یک عالم ہے جلاد فلک ۔۔۔ کہکشاں موج شفق میں تیغ خوں آشام ہے

جلاد فلک یعنی خود فلک ایک عالم کے قتل پر مستعد اور آمادہ ہے موج شفق میں چھپی ہوئی کہکشاں کو تلوار خون آشام سمجھنا چاہیئے۔ جو دنیا کے خون بہانے کیلئے نکالی گئی ہے۔ جلاد فلک ستارہ مریخ کو بھی کہتے ہیں۔ مگر یہاں مریخ مراد نہیں ہے۔

اے خوشا وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے ۔۔۔ تار و پود فرش محفل پنبۂ مینا کرے

وہ وقت اور وہ موسم بھی کیا اچھا ہوگا جب کہ ساقی ایک خمستان کھول دے اور پنبۂ مینا سے فرش محفل کی تار و پود کرے یعنی محفل بھر میں پنبہ مینا بچھا ہوا نظر آئے خمستان سے مراد بہت سے ظروف شراب یا مٹکے یا شیشہ شراب ہیں۔

جو عزادار شہیدان نفس دزدیدہ ہو ۔۔۔ نوحہ ماتم بہ آواز پر عنقا کرے

جو شخص کہ ان لوگوں کا عزادار اور ماتم کرنے والا ہو جو دم چرائے ہوئے

اور زبان تالو سے لگائے ہوئے خاموش بیٹھے ہیں اس کو اس طرح ماتم کرنا چاہیے کہ پر عنقا کی آواز سے ماتم کرے۔ ظاہر ہے کہ عنقا خود ایک معدوم چیز کو کہتے ہیں اور جب وہ معدوم ہے تو اس کے پر کی آواز بھی معدوم ہوگی اور اس کے پر کی آواز معدوم ہوگی تو ماتم بھی معدوم ہوگا یعنی اس کو چاہیئے کہ وہ ماتم بھی اس طرح کرے کہ ماتم نہ معلوم ہو۔

توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا ۔۔۔ آسمان سے بادۂ گلفام گو برسا کرے

جام و سبو توڑنے والے اور مے کشی کو چھوڑنے والے آدمی کو اس سے کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ آسمان سے شراب برس رہی ہے۔ آسمان سے شراب برستی ہے تو برسا کرے اس کے لئے سب بیکار اور فضول ہے۔

ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسد ۔۔۔ ہوں سراپا یک قلم تسلیم جو مولا کرے

اے اسد میں جو گریبان میں سر ڈالے خاموش بیٹھا ہوں اس کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ میں ناتوان ہوں بلکہ میرا شیوہ اور میرا طریقہ تسلیم و توکل ہے میں راضی برضا ہوں جو کچھ خدا کرے مجھے سب منظور ہے۔

بہار تعزیت آباد عشق ماتم ہے ۔۔۔ کہ تیغ یار ہلال مہ محرم ہے

عشق ایک تعزیت آباد ہے جہاں کی بہار یہی ہے کہ ہمیشہ وہاں نوحہ ماتم ہوتا رہے کیونکہ وہاں کا ہلال تیغ یار ہے اور وہ ماہ محرم سے مشابہ ہے اور ماہ محرم میں ہمیشہ نوحہ و ماتم کی کثرت ہوتی ہے۔

بہ ہیں ضبط ہے آئینہ بندی گوہر ۔۔۔ وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشم پر نم ہے

یوں کہئے کہ موتی کی آئینہ بندی مرہون ضبط ہے اور ضبط نے اس کی آئینہ بندی کو قائم رکھا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ دریا کا ہر قطرہ ایک چشم پر نم ہے۔ اسی طرح موتی بھی دریا کا ایک قطرہ ہے اگر اس کی آئینہ بندی کو ضبط روکے ہوئے نہ ہو تو کام خراب ہو جائے۔

چمن میں کون ہے طرز آفرین شیوہ عشق ۔۔۔ کہ گل ہے بلبل رنگین و بیضہ شبنم ہے

سمجھ مین نہین آتا کہ چمن مین کون طرز آفرین عشق ہے یعنی چمن کو کون آئین عشق سکھا رہا ہے ہم دیکھتے ہین کہ گل ایک بلبل رنگین ہے اور شبنم بیضہ بلبل ہے جو پیدایش عاشق کا سبب ہے۔ بلبل خود عاشق بیضہ سبب پیدایش عاشق تو لازم آیا کہ چمن مین ضرور کوئی طرز آفرین عشق موجود ہے۔

اگر نہووے رگ خواب صرف شیرازہ   تمام دفتر ربط مزاج برہم ہے

اگر رگ خواب شیرازہ بندی اجزائے مزاج نہ کرتی رہے تو مزاج کا تمام دفتر برہم اور ابتر ہو کر تباہ ہو جائے یعنی مزاج تباہ ہو جائے۔ طب کے مقولے کے موافق یقیناً اجزائے ماتحلل کا بدل ہو جاتی ہے یہ صحیح ہے مگر مین یہ نہین سمجھا کہ یہ شعر ہے یا مسئلہ طب۔

اسد بہ نازکی طبع آرزو انصاف   کہ ایک وہم ضعیف و غم دو عالم ہے

اے اسد ذرا طبع آرزو کی نزاکت کی داد دینا اور انصاف کرنا کہ ایک ضعیف وہم پر دونون جہان کا بار پڑا ہوا ہے یا یہ کہ اے طبع آرزو انصاف کی نزاکت کی قسم ہے کہ مین ایک وہم ضعیف ہون جس پر دونون جہان کا بوجھ ہے۔

زبان بہ کام خموشان ز فرط تلخی ضبط   بہ رنگ پستہ بہ زہر آب دادہ پیکان ہے

تلخی ضبط کی کثرت کی وجہ سے چپ رہنے والے لوگون کے تالو مین زبان پستہ کی طرح سبز ہو گئی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ زہر آب مین بجھا ہوا پیکان ہے۔

لب گزیدہ معشوق ہے دل افگار   نشان برش شمشیر زخم دندان ہے

میرا زخمی دل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی معشوق کا کاٹا ہوا ہونٹ اس کے اوپر تلوار کے نشانات معلوم ہوتے ہین کہ دانت کے نشانات ہین۔

کشود غنچہ دلہا عجب نہ رکھ غافل   صبا خرامی خوبان بہار ساماں ہے

اے غافل تو اس بات سے کیون تعجب کرتا ہے اور کیون اس بات کا منکر ہے کہ

غنچہ ہائے دل کھل ہی نہین سکتے تجھے کچھ معلوم بھی ہے معشوقون کا ہوا کی طرح خرام ناز کرنا۔ بہار کے سامان پیدا کر دینے والا ہے لہذا دل کے غنچے کا کھلنا کونسی بڑی بات ہے۔

فغان کہ بہر شفا و حصول ناشدنی   دماغ ناز کش منت طبیبان ہے

فریاد ہے فریاد ہے کہ ایک ایسی چیز کے حاصل کرنے کے واسطے جو حاصل نہین ہو سکتی دماغ زبردستی اطبا کا زیر بار احسان ہو رہا ہے یعنی شفا مجھے کبھی حاصل نہ ہوگی بے کار مین ان لوگون کے احسانات اٹھا رہا ہون۔

اسد جہان کہ علی بر سر نوازش ہو   کشاد عقدۂ دشوار کار آسان ہے

اے اسد جس جگہ حضرت علی کی مہربانیان ہون وہان کوئی دشواری دشواری نہین بلکہ عقدہ دشوار کا حل ہو جانا وہان ایک آسان کام ہے۔

شفق بہ دعوی عاشق گواہ رنگین ہے   کہ ماہ دزد حنائے کف نگارین ہے

ماہ شفق آلود کو دیکھ کر عاشق کا دعوی ہے کہ چاند نے میرے محبوب کے کف نگارین سے مہندی چرائی ہے اور اس کے دعوے کا گواہ رنگین شفق ہے جو یہ حال بتا رہا ہے۔

دوسرے یہ کہ ماہ دزد حنا ہے اور یہ وہ چور ہے جو میرے محبوب کے کف نگارین مین رہ گیا ہے۔ دزد حنا اس سفیدی کو کہتے ہین جو مہندی لگاتے وقت سہواً ہاتھ مین رہ جاتی ہے یا نقش و نگار کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہین۔ اُسی نقش یا اُسی خالی جگہ کو چاند کہکر شفق کو اپنے دعوے کا گواہ بنایا ہے۔ دزد حنا کے واسطے شفق کا گواہ ہونا نہایت موزون اور مناسب ہے یہی دوسرے معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہین۔

جوہر آئینہ سان مژگان بہ دل آسودہ ہے   قطرہ جو آنکھون سے ٹپکا سو نگاہ آلودہ ہے

جیسے جوہر آئینہ آئینہ کے دل مین مقیم ہے بالکل ایسے ہی مژگان دوست کا مقام میرے دل مین ہے اور وہ یہان آسودہ ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ جو قطرۂ اشک میری آنکھون سے ٹپکتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی نگاہ سے ملتا اور مس کرتا ہوا آیا ہے۔

دام گاہ عجز مین ساماں آسایش کہاں — پرفشانی بھی فریب خاطر آسودہ ہے

عاجزی کی دام گاہ مین آسایش کا سامان کہان رکھا ہوا ہے یہ سمجھ لیجئے کہ پرفشانی دراصل پرفشانی نہین ہے بلکہ دل آسودہ کا فریب ہے۔

ہی سواد خط پریشان موی اہل عزا — خامہ میرا شمع قبر کشتگان کا دودہ ہے

میرے خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عزا کے ماتم مین بکھرے ہوے بال ہین اور میرا قلم گور غریبان کے چراغ کا جما ہوا دھوان ہے۔

جس طرف سے آے ہین آخر ادھر ہی جائینگے — مرگ سے وحشت نکر راہ عدم پیمودہ ہے

ہم جہان سے آئے ہین اسی جگہ ہم کو پھر جانا ہے مرنے سے گھبرانا کیا ہے عدم کی راہ ہماری دیکھی ہوئی ہے۔ خوف کس بات کا ظاہر ہے کہ انسان کا وجود بین العدمین ہے پہلے عدم تھا پھر وجود ہوا پھر عدم ہوگا۔ منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم الخ۔

پنبۂ مینائی ہی رکھ لو تم اپنے کان مین — ہے پریشان ناصح بیصرفہ گو بیہودہ ہے

اے رند ناصح بڑا بیہودہ ہے فضول اپنی زق زق بق بق لگائے ہوے ہے اس کی اس فضول جھک کے سننے سے بچنے کی ترکیب بس یہی ہے کہ پنبۂ مینا یعنی وہ روئی جو کاگ کی بجائے یا کاگ کے ساتھ بوتل مین لگاتے ہین تم اپنے کان مین رکھ لو تو اس کی اس خرافات کے سننے سے نجات حاصل ہوگی۔

کثرت انشاے مضمون تحیر سے اسد — ہر سر انگشت نوک خامہ فرسودہ ہے

اے اسد مین نے حیرت کے مضمون اس کثرت سے لکھے اور انشا کئے ہین کہ ہر انگلی کا سر گھسے ہوے قلم کی نوک معلوم ہوتا ہے۔ یعنی لکھتے لکھتے انگلیان گھس گئی ہین۔

بہر پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگان بہ طفل اشک دست دایہ ہے

کسی کا سایہ سر پر ہونا لطف گستری کی علامت اور دلیل ہے گویا یہ سایہ پرورش ہے جب یہ مسلم ہے تو معلوم ہوا کہ پنجۂ مژگان طفل اشک کے واسطے دست دایہ ہے۔ یعنی پنجۂ مژگان ہی طفل اشک کو پرورش دیتا اور پالتا ہے۔ کچھ لطیف مضمون نہین ہے۔

فصل گل مین دیدۂ خونین نگاہان جنون — دولت نظارۂ گل سے شفق سرمایہ ہے

بہار کے زمانہ مین مجنونان خونین نگاہ کی آنکھین پھولون کے دیکھنے کی وجہ سے سرمایہ اندوز مسرت و رنگینی ہین اور ایسی سرخ ہین کہ انپر دھوکا ہوتا ہے کہ ان مین شفق بھری ہوئی ہے شفق سرمایہ سے مراد سرخی ہے۔

شورش باطن سے یان تک مجکو غفلت ہے کہ آہ — شیون دل یک سرود خانہ ہمسایہ ہے

شورش دل کے سبب سے میری غفلت اتنی بڑھ گئی ہے اور اتنی بیخبری مجھ مین پیدا ہو گئی ہے کہ اب مین خود اپنے دل کے شیون کو بھی نہین پہچانتا اور دل کا شیون بھی ہمسایہ کے گھر کا گانا معلوم ہوتا ہے یعنی غفلت کا یہ عالم ہے کہ دل کو مجھ سے اور مجھے دل سے بالکل بیگانگی ہے۔

کیون تیغ یار کو مشاطۂ الفت کہون۔ — زخم مثل گل سراپا کے مرے پیرایہ ہے

مشاطہ کنگھی کرنے والی عورت کو کہتے ہین اور مجازاً اس کو جو عورتون کا یا دلہن کا بناؤ سنگھار کرتی ہو اسی بنا پر شاعر کہتا ہے کہ میرے لئے تیغ یار مشاطۂ الفت ہو کہ اس نے میری محبت کو زینت دی میرے تن پر زخم ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے سراپا پھولون سے لدا ہون یا پھولون کا لباس پہنے ہوے ہون۔

اے اسد آباد ہے مجھ سے جہان شاعری — خامہ میرا تخت سلطان سخن کا پایہ ہے

اے اسد جہان شاعری میرے ہی دم سے آباد ہے اور اس کی تمام زیب و زینت مجھی سے ہے گویا سخن ایک بادشاہ تخت نشین ہے۔ اور میرا قلم اس کے اورنگ سلطنت کا پایہ ہے۔

چشم گریان بسمل شوق بہار دید ہے — اشک ریزی عرض بال افشانی امید ہے

میری چشم گریان شوق بہار دید کی بسمل ہے اور اشک ریزی کشایش بازوے امید کا ظاہر کرنا ہے۔

دامن گردون مین رہ جاتا ہی ہنگام وداع　　گوہر شب تاب اشک دیدہ خورشید ہے

اکثر روتے وقت غم جدائی سے مل کر روتے اور آنسو بہاتے ہین اسی کو پیش نظر رکھکر شاعر کہتا ہے کہ سورج روز غروب کے وقت آسمان سے رخصت ہوکر جاتا ہے اور آنسو بہاتا ہے چلتے وقت جو آنسو اس کی آنکھ سے گر کر دامن گردون مین رہ جاتے ہین وہی رات کو گوہر شب تاب بن کر چمکتے ہین اب خواہ گوہر شب تاب سے مراد چاند سمجھئے یا کوئی تارا۔

رتبہ تسلیم خلت مشربان عالی سمجھ　　چشم قربانی گل شاخ ہلال عید ہے

وہ لوگ جن کا مذہب اور مشرب ہی دوستی ہے اُن کا رتبہ تسلیم بہت ہی بلند ہے۔ دیکھو قربانی ہونے والے جانور کی آنکھ شاخ ہلال عید ضحیٰ کا ایک پھول ہے یہ ایک خیالی مضمون ہے زیادہ سے زیادہ تمثیلی ہے اور بس۔

کچھ نہین حاصل تعلق مین بغیر از کشمکش　　اے خوشا رندے کہ مرغ گلشن تجرید ہے

تعلق مین سواے کشمکش کے کچھ حاصل نہین ہوتا وہ رند بہت اچھا جو مجرد ہے۔ اور تعلقات دنیوی سے علیحدہ رہ کر باغ تجرید کی بہار لوٹ رہا ہے۔

فرصت آئینہ صد رنگ خود آرائی ہے　　روز و شب یک کف افسوس تماشائی ہے

فرصت یعنی مہلت زندگی ایک آئینہ ہے جس مین سیکڑون قسم کی خود آرائیون کے جلوے نظر آتے ہین مگر بقدر شوق دیکھنے کا وقت نہین۔ اسی افسوس مین رات اور دن ایک کف افسوس بن گئے ہین یعنی شب و روز اصل مین شب و روز نہین بلکہ تماشائی کا کف افسوس ہین۔ شب و روز کی تشبیہ کف افسوس سے اسلئے دی ہے کہ افسوس مین بھی دونون ہاتھ ملا کر ملتے ہین تو ان شب و روز مین سے گویا ایک ہاتھ دن ہے اور دوسرا ہاتھ رات ہے۔

وحشت زخم وفا دیکھ کہ سرتاسر دل　　بخیہ چون جوہر تیغ آفت گیرائی ہے

وہ زخم جو وفا کی وجہ سے میرے دل مین پڑا ہے اس کی وحشت نہ پوچھئے یہ حالت ہے کہ دل مین اس سرے سے اس سرے تک اس زخم کی بخیہ ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے تلوار کا جوہر اور وہ آفت خیز گیرائی ہو گئی ہے یعنی اس کی گیرائی نے ایک آفت برپا کر دی ہے۔

شمع آسا چہ سر دعوی و کو پاے ثبات　　گل صد شعلہ بیک جیب تماشائی ہے

ہم سوختہ بخت شمع کی مانند ہین نہ ہم کو دعوی کا خیال ہے اور نہ ہم مین قیام و ثبات کی طاقت ہے ہم وہ ہین کہ ہمارے دیکھنے والون کے دامن مین ہم کو دیکھ کر سیکڑون شعلے بھر جاتے ہین یعنی بے قرار ہو جاتے ہین۔

نواے خفتہ الفت اگر بیتاب ہو جاے　　پر پروانہ تار شمع پر مضراب ہو جاے

وہ نغمہ کیفیات جو محبت مین فی نفسہ موجود ہے اسباب غم و ضبط کی وجہ سے دبا ہوا ہے اسی لئے اس کو نواے خفتہ الفت کہا ہے یعنی محبت کی وہ آواز جو سو رہی ہے اگر اسکی خوابیدگی دفع ہو کر اس مین کیفیت اضطراب و بے قراری پیدا ہو جاے تو اس کے اثر سے پروانہ سوختہ کے پر مضراب شمع پر مضراب کا کام کرنے لگین یعنی اس کی تاثیر شمع پر بھی ہو گویا یہ ممکن نہین ہے کہ عاشق کے جذب کا معشوق پر اثر نہ پڑے۔

زبس طوفان آب و گل ہی غافل کیا تعجب ہے　　کہ ہر اک گردباد گلستان گرداب ہو جاے

چونکہ دنیا مین ہر طرف آب و گل کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے اسی لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی تعجب نہین ہے کہ باغ مین جو بگولے نظر آتے ہین وہ گرداب کی صورت اختیار کر لین

اثر مین یا نتک اے دست دعا اعجاز پیدا کر　　کہ سجدہ قبضہ تیغ خم محراب ہو جاے

ل بخیہ مذکر بھی بولا جاتا ہے مگر میری زبان پر مونث ہے۔

اے دست دعا تجکو چاہئے کہ تو دعا میں اس قدر اعجاز پیدا کرے کہ وہ سجدہ
جو تو محراب میں ادا کرتا ہے وہ تیغ خم محراب کے لئے قبضہ بن جائے یعنی محراب
اگرچہ خود ایک تیغ ہے مگر بغیر قبضہ کے بیکار ہے کہ تیرا سجدہ اس کو باکار بنادے مطلب
یہ ہے کہ سجدہ باعث نازش محراب ہو جائے۔

برنگ گل اگر شیرازہ بند بیخودی رہئے — ہزار آشفتگی مجموعہ یک خواب ہو جائے

گل در اصل بیخود ہے اور بیخودی اسکی ایک ایک رگ میں چھپی ہوئی ہے مگر ہوا یہ
کہ اس نے اپنی بیخودی کو مجتمع کر لیا ہے اور اس اجتماع سے شیرازہ بندی کی صورت
پیدا ہو کر اس میں ایک حسن پیدا ہو گیا ہے اسی طرح آپ بھی اگر پریشانیوں کا ایک
مجموعہ بنا لیجئے اور مجتمع رکھئے تو ہزار آشفتگیاں ایک خواب راحت کا مجموعہ بن سکتی ہیں

اسد باوصف عجز بے تکلف خاک گردیدن — غضب ہے گر غبار خاطر احباب ہو جائے

اسد باوصف اس کے کہ عجز سے خاک ہو کر رہ گیا ہے۔ اب بھی اگر وہ غبار خاطر
احباب ہو جائے تو بڑا ہی غضب ہے یعنی باوجود اتنے عجز کے بھی اگر لوگ اس سے کینہ
رکھیں تو بڑا ستم ہو۔

تا چند ناز مسجد و بتخانہ کھینچئے — جوں شمع دل بہ خلوت جانانہ کھینچئے

کہاں تک مسجد اور بت خانہ کے ناز اٹھایئے اور تابکے ان دونوں میں قیام و
مقام کی حرص کیجئے۔ بہتر یہ ہے کہ شمع کی طرح خلوت خانہ محبوب میں جا کر گوشہ
نشین ہو جایئے اور دیر و حرم سے کوئی واسطہ نہ رکھئے۔

بہزاد نقش یکدل صد چاک عرض کر — گر زلف یار کھینچ نہ سکے شانہ کھینچئے

اے بہزاد تو ایسے دل کی شبیہ کھینچکر دکھا دے جو غم والم سے صد چاک ہو گیا ہے اگر تجھ سے
یہ ممکن نہیں ہے کہ معشوق کی زلف کی تصویر کھینچے تو خیر اچھا نہ سہی یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک
شانہ یعنی دل صد چاک کی تصویر کھینچدے یعنی اگر معشوق کا راز حسن نہ کھول سکے تو اپنے

راز مند عشق کا اظہار کر۔

عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اسکے آج حریفانہ کھینچئے

اس سے ہزار کچھ عجز و نیاز کیا ہزار خوشامد درآمد کی مگر وہ ظالم کسی طرح سے
راہ پر نہ آیا اب آرزو یہ ہے کہ زبردستی آج اس کا دامن کھینچ لیا جائے۔ یہ شعر ایسا
ہی ہے ؎

ہم سے کھلجاؤ بوقت مے پرستی ایکدن
ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایکدن

ہے ذوق گریہ عزم سفر کیجئے اسد — رخت جنون سیل بہ ویرانہ کھینچئے

گریہ کا ذوق ہے تو اے اسد سفر کا ارادہ کرو آبادی کو چھوڑ دو اور اس سیل خانماں
خراب کو ویرانہ کی طرف لے جاؤ۔

حیرت حجاب جلوہ و وحشت غبار راہ — پائے نظر بہ دامن صحرا نہ کھینچئے

حیرت جلوہ کا حجاب ہے یعنی حیرت جلوہ کو روکتی اور اس راہ میں سد راہ ہوتی
ہے اور وحشت راستہ کا غبار بنی ہوئی ہے لہذا کبھی نظر کا پاؤں دامن صحرا کی طرف
نہ اٹھایئے یہ بیکار اور فضول ہے اور سفر صحرا سے کوئی حاصل نہیں۔

خود نامہ بن کے جایئے اس آشنا کے پاس — کیا فائدہ کہ منت بیگانہ کھینچئے

وہ ایک آشنا اور دوست ہے پھر جب یہ آشنائی اور شناسائی فی مابین
موجود ہے تو کیا ضرورت ہے کہ توسل ڈھونڈھئے۔ اور وسیلے تلاش کیجئے اگر اسکو
خط بھیجنا ہے تو نہ نامہ بر کی ضرورت ہے اور نہ پیغامبر کی نہ نامہ کی بلکہ خود نامہ بن کر اسکے
پاس پہونچ جایئے واسطے اور وسیلے بیکار ہیں۔

گر صفحہ کو نہ دیجئے پرواز سادگی — جز خط عجز نقش تمنا نہ کھینچئے

اول تو مناسب اور بہتر یہی ہے کہ صفحۂ دل کو تمام نقوش علائق سے پاک وصاف رکھئے اور اگر ایسا ممکن نہو اور آپ اس صفحہ کو سادہ نہ رکھ سکین تو خبردار خبردار اس پر کوئی نقش تمنا نہ کھینچئے بلکہ اگر نقش کھینچنا ہی ضرور ٹھہری تو اس پر خط عجز تمنا کھینچئے۔

دیدار دوستان لباسی ہے ناگوار — صورت بہ کارخانہ دیبا نہ کھینچئے

وہ دوست جو صرف لباسی دوست ہین یعنی دلی یا حقیقی دوست نہین ہین بلکہ انہون نے صرف دوستون کا لباس پہن رکھا ہے ان کی صورت سے نفرت ہے اور ان کا دیدار پسندیدہ نہین ہے بہتر یہ ہے کہ دیبا کے اوپر تصویرین نہ بنائی جاوین کیونکہ گو بظاہر یہ انیس وجلیس ہین مگر دراصل ان کو نہ کوئی ہمدردی ہے نہ دوستی ہے۔ نقوش دیبا کو دوستان لباسی کہنا حد درجہ لطیف اور پاکیزہ ہے۔

ہے بے خمار نشۂ خون جگر اسد — دست ہوس بہ گردن مینا نہ کھینچئے

اے اسد خون جگر کی شراب مین خمار نہین ہے لہذا اسی کو پی لیجئے۔ اور بیکار دست ہوس گردن مینا مین نہ ڈالئے اس شراب کا کوئی شراب مقابلہ نہین کر سکتی۔

ہین مشق وفا جانتے ہین لغزش پا کیا — اے شمع تجھے دعوئ ثابت قدمی ہے

اے شمع ہم کو وفا کی مشق ہے اور مدتون ہم نے اس وادی کی رہنوردی کی ہے ہمکو اس راہ کے نشیب وفراز سے بخوبی آگاہی ہے ہم سمجھتے ہین کہ لغزش پا کس کو کہتے ہین اور ثابت قدمی کس کا نام ہے تو ہمارے سامنے ثابت قدمی کا دعویٰ کرتی ہے بس رہنے دے ہم خوب سمجھتے ہین اور ہم اچھی طرح تیری لغزش پا کو دیکھ رہے ہے اور سمجھ رہے ہین تیرے قدم راہ عشق مین ڈگمگا رہے ہین۔ شمع کی لرزش کو لغزش پا کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے۔

واماندۂ ذوق طرب وصل نہین ہون — اے حسرت بسیار تمنا کی کمی ہے

اے میری حسرت بے پایان کہین غلطی سے یہ نہ سمجھنا کہ مجھے وصل کی خوشی اور مسرت نے درماندہ کرکے آئندہ کے واسطے بیکار کر دیا ہے اور اب تمنائین باقی نہین ہین سے مین وہ ہون

کہ اس افزونی اور کثرت تمنا کو کچھ نہین سمجھتا اور میرے نزدیک ابھی آرزوؤن کی کمی ہے۔

مژہ پہلوے چشم اے جلوہ ادراک باقی ہے — ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخی خاشاک باقی ہے

اس شعر مین آنکھ کو شعلہ سے اور مژہ کو خاشاک سے استعارہ کیا ہے جو مصرع ثانی مین ہے کہتے ہین کہ اے جلوہ ادراک تیری تجلی نے میری آنکھ کو جلا دیا۔ مگر ہنوز مژہ باقی ہین گویا کہ شعلہ تو جل کر خاک ہو چکا اور کچھ نہین رہا مگر خار وخس کی شوخی ہنوز باقی ہے اور یہ نہایت ہی تعجب انگیز ہے کہ شعلہ جل بجھے اور خس وخاشاک رہ جائے۔

ہوا ترک لباس زعفرانی دلکشا لیکن — ہنوز آفت نسب اک عقدۂ یعنی چاک باقی ہے

مین نے لباس زعفرانی یعنی رنگین لباس کو چاک کر دیا ہے اور یہ میرے واسطے باعث دلکشائی وتفریح ثابت ہوا مگر بذات خود چاک جو ایک چیز ہے وہ باقی ہے اور یہ بھی آفت نسب ہے ظاہر ہے کہ جو آفت آئی ہے وہ اسی کی صورت مین آئی ہے۔

چمن زار تمنا ہو گئی صرف خزان لیکن — بہار نیم رنگ آہ حسرتناک باقی ہے

میری چمن زار تمنا کی بہار کو خزان نے لوٹ لیا اور وہ سب خزان کے کام آگئی مگر حسرتناک آہ کی بہار نیم رنگ سی باقی رہ گئی ہے سراج اورنگ آبادی کا ایک شعر ہے ؎

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

نہ حیرت چشم ساقی کی نہ صحبت دور ساغر کی — مری محفل مین غالب گردش افلاک باقی ہے

شاعر اپنی حالت انقلاب کو بیان کرتا اور کہتا ہے کہ اے غالب زمانہ بدل گیا انقلاب ذرہ ذرہ پر چھا گیا۔ اب میری محفل مین نہ چشم ساقی کی حیرت رہی اور نہ دور ساغر کی صحبت رہی اب ان کے بجائے میری بزم مین گردش افلاک کا دور دورہ ہے۔

شکل طاؤس گرفتار بنایا ہے مجھے — ہون وہ گلدام کہ سبزے مین چھپایا ہے مجھے

طاؤس کے نقش و نگار کو حلقہ ہاے دام تصور کرکے طاؤس کو ایک مرغ گرفتار دام بتایا گیا ہے شاعر اسی سے خود کو تشبیہ دیتا اور کہتا ہے کہ طاؤس ہی مانند مجھے بھی گرفتار بنایا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان مین طاؤس کے سے نقش و نگار کہان ہین تو کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ اپنے آپ کو گلدام بتایا ہے اور گلدام کے لغوی معنی اگرچہ چھوٹے جال یا مطلق جال کے ہین مگر اس لحاظ سے کہ اس مین گل کا لفظ موجود ہے کہہ سکتے ہین کہ وہ جال جو پھولون کے واسطے یا پھولون سے بنایا ہوا اور اسی صورت مین طاؤس سے اس کی تشبیہ صحیح ہوگی یعنی مین گل دام ہون کہ سبزہ پر بچھا ہون اور طاؤس کی طرح گرفتار ہون۔

بیدماغ تپش و عرض دو عالم فریاد　　　ہون مین وہ خاک کہ ماتم مین اڑایا ہے مجھے

تپش اور تڑپ کا مجھے دماغ نہین اور کثرت فریاد کی مجھے ضرورت ہے گویا کہ مین ایک خاک ہون جسے ماتم مین اڑایا گیا ہے جو خاک ماتم مین اڑائی گئی ہو اس کا یہی کام ہے کہ فریاد کا اظہار کرے۔

جام ہر ذرہ ہے سرشار تمنا مجھ سے　　　کس کا دل ہون کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے

دنیا کے ہر ایک ذرہ کو ایک جام فرض کرکے کہا ہے کہ ہر ذرہ کے جام مین میری تمنا بھری ہوئی ہے اور میری تمنا آموزی سے سرشار ہے اے خدا آخر مین کس کا دل ہون کہ مجھے دونون عالم سے وابستہ کیا ہے یعنی آخر کس شیفتہ و فریفتہ کا مین دل ہون کہ ہر ایک سے میرا تعلق رکھا گیا ہے۔

جوش فریاد سے لونگا دیت خواب اسد　　　شوخی نغمۂ بیدل نے جگایا ہے مجھے

میرے عالم خواب کا جوش فریاد نے خون کر دیا۔ اب مین اسی جوش فریاد سے اپنے خواب اور اپنی نیند کا خون بہا لونگا۔ گویا کہ مین پڑا سو رہا تھا کہ مجھے مرزا بیدل کے شوخ نغمہ نے بیدار کر دیا۔ یعنی مین بے خبر تھا مگر مجھے طرز کلام بیدل نے ہوشیار کیا۔

فکر پرواز جنون ہے سبب ضبط نہ پوچھ　　　اشک جون بیضۂ مژگان تہ پر پنہان ہے

آنسو کو بیضۂ مژگان کہہ کر کہتے ہین کہ مژگان اسے اپنا بیضہ سمجھ کر پرون کے نیچے لئے بیٹھی ہے اور چونکہ نکلتے ہی یہ پرواز کرے گا اسی لئے مژگان نے اس کو ابھی تک روک رکھا ہے۔ کیونکہ انڈے کی فکر پرواز اس کے مٹ جانے کا سبب ہے۔

ہوش لے ہرزہ درا تہمت بیدردی چند　　　نالہ در گرد تمناے اثر پنہان ہے

اے بیہودہ گو کہان تک میرے اوپر بیدردی کی تہمت لگائے گا اس کو چھوڑ میرا نالہ تمناے اثر مین پوشیدہ ہے اور تمناے اثر گویا کہ ایک گرد ہے جس نے میرے نالے کو چھپا رکھا ہے۔

وحشت دل ہے اسد عالم نیرنگ نشاط　　　خندۂ گل بہ لب زخم جگر پنہان ہے

اے اسد میرے دل کی وحشت کو وحشت نہ کہہ بلکہ یہ نیرنگ نشاط کا ایک عالم ہے اور میرے زخم جگر مین خندۂ گل پوشیدہ ہے یعنی میرا زخم جگر خندۂ گل ہے۔

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہے　　　موج شراب یک مژہ خواب ناک ہے

مستی بذات خود ساقی کے غافل کرنے کے ذوق مین ہلاک ہو کر رہ گئی ہے اور موج شراب سراسر ایک مژگان خواب آلود معلوم ہوتی ہے۔

ہے عرض جوہر خط و خال ہزار عکس　　　لیکن ہنوز دامن آئینہ پاک ہے

آئینہ مین ہزارون خط و خال کے عکس پڑتے ہین اور سیکڑون جوہر خط و خال کو وہ دیکھتا یا دکھاتا ہے لیکن آئینہ کا دامن اس وقت تک پاک ہے کسی کے اثر سے متاثر نہین ہوا۔

جز زخم تیغ ناز نہین دل مین آرزو　　　جیب خیال بھی ترے ہاتھون سے چاک ہے

میرے دل مین کوئی آرزو اس کے سوا نہین ہے کہ مین تیغ ناز یار کے زخم کھاؤن اس کے معنی یہ ہین کہ دامان ظاہر کے علاوہ میرے خیال کا دامن بھی تیرے ہاتھون سے

چاک چاک ہو رہا ہے۔ خیال کو دامان خیال کہا ہے اور اس مین زخم تیغ کے تمنا کو چاک ہونا سمجھا گیا ہے۔

خراب نالۂ بلبل شہید خندۂ گل ہنوز دعویٔ تمکین و بیم رسوائی

اے وہ شخص کہ تجھے نالۂ بلبل نے خراب اور خندۂ گل نے شہید و ہلاک کر دیا۔ کیا تو اس وقت تک رسوائی کا خوف کرتا ہے اور کیا تو اس وقت تک رسوائی کے خوف مین پھنسا ہوا ہے۔

ہزار قافلۂ آرزو بیابان مرگ ہنوز محمل حسرت بدوش خود رائی

حالانکہ میری ہزارون آرزوؤن کے قافلے بیابان مایوسی مین پہونچکر جان دے چکے اور تڑپ تڑپ کر مر گئے مگر میری حسرت ہو کہ اب بھی خود رائی کے دوش پر محمل کش ہو رہی ہے اور برابر سفر کر رہی ہے یعنی مین بارہا مایوس ہوا ہون مگر ہنوز میرے دلکی حسرت آفرینی جاری ہو۔ میرے دوست مولانا عبدالعزیز منصور پوری کا ایک شعر ہو

اے دل مایوس بس کر آرزو پیدا نہ کر
تیری کتنی آرزوئین صرف حرمان ہوگئین

وداع حوصلہ توفیق شکوہ عجز وفا اسد ہنوز گمان و غرور دانائی

حالانکہ حوصلہ رخصت ہو چکا شکوہ کی توفیق پیدا ہوگئی یعنی شکوؤن کی ضرورت آپڑی وفا کرتے کرتے عاجز ہوگئے مگر اسد اب تک گمان و غرور دانائی سے باز نہین آئے ان غفلت اس بے خبری اس اندھیر کا کوئی ٹھکانا ہو

گدائے طاقت تقریر ہو زبان تجھ سے کہ خامشی کو ہو پیرایہ بیان تجھ سے

میری زبان ایک فقیر یا ایک بھکاری ہو جو تیرے در پر یہ سوال کر رہی ہے کہ مجھے بیان کی طاقت دیدے اور یہ سوال اس وجہ سے ہے کہ وہ جانتی ہے کہ تو خاموشی کو بھی بیان کی طاقت دیدینا اور دے سکتا ہے اور خاموشی کو لباس گویائی پہنا سکتا ہو۔

فسردگی مین ہو فریاد بیدلان تجھ سے چراغ صبح و گل موسم خزان تجھ سے

حالت افسردگی مین بیدل تجھی سے فریاد کرتے ہین کیونکہ چراغ صبح کی افسردگی اور گل موسم خزان کی پژمردگی کا بانی مبانی تو ہی ہے پھر اور کس سے فریاد کرین۔

پری بشیشہ و عکس رخ اندر آئینہ نگاہ حیرت مشاطہ خون چکان تجھ سے

تو پردے مین ہے اور تیرے جلوے اعیان و مظاہر مین نظر آ رہے ہین ان کی حالت ایسی ہو جیسے کہ پری شیشے کے اندر بند ہو اور اس کا عکس آئینہ مین پڑے اس بوالعجبی کو دیکھ کر ہر مشاطہ کی نگاہ حیران ہو کر خونفشان ہوگئی ہے۔ مشاطہ سے مراد جلوۂ نیرنگ قدرت دیکھنے والے۔ حمد مین یہ شعر زبردست پایہ رکھتا ہے۔

چمن چمن گل آئینہ در کنار ہوس امید محو تماشائے گلستان تجھ سے

تیری فیاضی اور تیرے لطف وجود کی کوئی حد و نہایت نہین ہر چیز پر تیرا لطف و کرم عام ہے ادھر ہوس کی آغوش مین تو نے سیکڑون چمن بھر دیے ہین۔ اور ادھر امید کی نظر کے سامنے تو نے ایک باغ لگا دیا ہے اور اس کو اس چمنستان کا تماشائی بنا دیا ہو۔

نیاز پردہ اظہار خود پرستی ہے جبین سجدہ فشان تجھ سے آستان تجھ سے

اصل یہ ہو کہ تیرے سوا کوئی موجود نہین جو کچھ کہ ہو تو ہو جو کچھ کہ ہے تجھ سے ہے ہم نے جس کا نام نیاز رکھا ہو وہ دراصل ایک پردہ ہو جس کی آڑ مین خود پرستی کی جاتی ہے یعنی کہتے ہین کہ ہمارا نیاز۔ ہم نے نیاز کیا۔ تو یہی ہم کے لفظ کی شرکت ایک قسم کی خود پرستی ہے ورنہ حقیقت یہ ہو کہ سب باتین ہین۔ نہ کوئی چیز عجز ہے نہ نیاز ہے جبین تیری سجدہ فشانی تیری آستان تیرا ہے کیا خوب کہا ہے ؎

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجکو ہونے نے نہوتا مین تو کیا ہوتا

بہانہ جوئی رحمت کمین گر تقریب ‏ ‏ ‏ ‏ وفائے حوصلہ و رنج امتحان تجھ سے

تیری رحمت سب کے لئے عام ہے مگر در اصل وہ بہانہ ڈھونڈھ رہی ہے اور کسی تقریب کی گھات مین لگی ہوئی ہے کوئی تقریب پیش نظر ہو تو اپنی کارفرمائی کرے تو ہی حوصلہ کو طاقت وفا دیتا ہے اور تو ہی امتحان کا رنج دیتا ہے۔

اسد بہ موسم گل در طلسم کنج قفس ‏ ‏ ‏ ‏ خرام تجھ سے صبا تجھ سے گلستان تجھ سے

اے فریادرس فریاد ہے یہ گل کا موسم اور یہ بہار ہو اور غریب اسد کنج قفس مین قید اور دل خستہ پڑا ہو اُسے کیا کہا جائے۔ حالانکہ خرام یعنی چلنا پھرنا تو نے پیدا کیا۔ صبا کو تو ہی نے بنایا۔ گلستان کی بنیاد تو نے ڈالی۔ پھر اسد غریب کیون طلسم کنج قفس مین پڑا ہے۔

حکم بیتابی نہین اور آرمیدن منع ہے ‏ ‏ ‏ ‏ باوجود مشق وحشت ہا رمیدن منع ہے

عاشق اپنے غم و الم اور اپنی کشمکش کی کیفیت بیان کرتا اور کہتا ہے کہ ہم لوگ عجب آفت و مصیبت مین ہین کہ بیتاب و بے قرار ہونے کی ہم کو اجازت نہین اور اسپر طرہ یہ کہ آرام کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ ہم کو مشق وحشت کا حکم ہے مگر رمیدگی کی اجازت نہین۔ حافظ کہتا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

شرم آئینہ تراش جبہ طوفان ہے ‏ ‏ ‏ ‏ آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے

شرم نے طوفان کی پیشانی کو آئینہ حیرت بنا دیا ہے اور وہ نہایت ہی شرمندہ ہے کیونکہ قانون عشق یہ ہے کہ آب ہو جائے لیکن چکیدن کی صورت پیدا نہو۔

بیخودی فرمانروائے حیرت آباد جنون ‏ ‏ ‏ ‏ زخم دوزی جرم و پیراہن دریدن منع ہے

جنون ایک ولایت ہے جسے حیرت آباد کہا جاتا ہے حیرت آباد اس لئے کہ یہین حیرانی ہی حیرانی ہے یہان کی حاکم اور حکمران بیخودی اور از خود رفتگی ہے اور یہان کے آئین و قانون یہ ہین کہ زخم کا سینا جرم ہے اور پیراہن کا سینا منع ہے۔

مژدہ دیدار ہے رسوائی اظہار درد ‏ ‏ ‏ ‏ آج کی شب چشم کوکب تک پریدن منع ہے

آج کسی کے جلوہ دیدار کی خوشخبری ملی ہے اور آج مین چاہتا ہون کہ رسوائی اظہار پاس نہ پھٹکے یعنی کیسکو اس راز و نیاز عاشق و معشوق کی کانون کان خبر نہو۔ آج کی رات ستارون کو بھی آنکھین جھپکانا منع ہے اور ہر چیز کے لئے مقام ادب و احترام ہے۔

بیم طبع نازک خوبان سے وقت سیر باغ ‏ ‏ ‏ ‏ ریشہ زیر زمین کو بھی دویدن منع ہے

جس وقت یہ ظالم حسینان گلرو سیر باغ کے واسطے نکلتے ہین اس وقت درختون کے ان ریشون کو بھی جو زمین کے نیچے چھپے ہوئے ہین چلنا اور نشو و نما کرنا ممنوع ہے اور یہ ممانعت بوجہ ان کی خوئے نازک کے ہے۔

یار معذور تغافل ہے عزیزان شفقتے ‏ ‏ ‏ ‏ نالہ بلبل بگوش گل شنیدن منع ہے

اے عزیزو میرے دوست کو تغافل نے معذور کر دیا ہے یعنی وہ تغافل کرنے پر مجبور و معذور ہے آجکل اس کے اسی تغافل کا سارے زمانہ مین اتباع ہونا چاہیئے اور سب کو اسی پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ آج پھول کے کان کو بھی نالہ بلبل کا سننا روا نہین ہے کیونکہ میرا محبوب مجھ سے تغافل برت رہا ہے لہذا پورے حسن کی قلمرو مین یہی آئین ہونا چاہیئے۔

مانع بادہ کشی نادان ہے لیکن اے اسد ‏ ‏ ‏ ‏ بے ولائے ساقی کوثر کشیدن منع ہے

اے اسد اس مین شک نہین کہ جو شراب پینے کی ممانعت کرتا ہے وہ نادان ہے۔ شراب پینی چاہیئے اور ضرور پینی چاہیئے۔ مگر اتنی بات ہم بھی کہتے ہین کہ شراب ولائے علی ہی پینا چاہیئے اور کسی شراب کے پاس جانا کچھ اچھا نہیں۔

اس بیابان مین گرفتار جنون ہون کہ جہان موجہ ریگ سے دل پاے بزنجیر آوے

کیا پوچھتا ہے میرا حال مین مجنون ہون اور پابند زنجیر ہون اور گرفتار بھی اس جنگل مین ہون جہان کہ موج ریگ بیابان مجنون عشق کے لئے زنجیر کا کام دیتی ہے اور جہان ایک سودائی گرد باد ریگ بیابان مین پھنس کر رہ جاتا ہے۔

زاہد کو جنون سبحہ تحقیق ہے یارب زنجیری صد حلقہ بیرون در آوے

لے میرے خدا مین دیکھ رہا ہون کہ زاہد کو تسبیح تحقیق و تدقیق کا جنون ہو گیا ہے اس جنون کی وجہ سے وہ پا بزنجیر رہے۔ اور صد حلقہ بیرون در کی اس کے پاؤن مین زنجیر ڈال دی جاے۔ یعنی اس کو معاملات حقیقت مین کبھی دخل نہو۔ اور یونہی اسرار و رموز کی بارگاہ سے ہمیشہ باہر رہے۔

وہ تشنہ سرشار تمنا ہون کہ جس کو ہر ذرہ بہ کیفیت ساغر نظر آوے

تمنا نے مجھے ایسا تشنہ کیا ہے یا تمنا کا مین اس قدر تشنہ ہون کہ مجھے دنیا کا ہر ذرہ ایک ساغر لبریز معلوم ہوتا ہے یعنی دنیا کا ذرہ ذرہ میری تمنا آفرینی کا باعث ہو رہا ہے۔

تمثال بتان گر نہ رکھے پنبۂ مرہم آئینہ بہ عریانی داغ جگر آوے

وہ تو کہیے کہ آئینہ کے داغ جگر پر معشوقون کی تصویرین پنبۂ مرہم (مرہم کا پھاہا یا مرہم بھری ہوئی روئی) رکھ دیتی ہین۔ ورنہ اگر ایسا نہو تو تم دیکھو کہ آئینہ داغ جگر کی عریانی کا ہم صورت اور ہم شبیہ ہو جاے۔ اور اس کی اصلی کیفیت کا اظہار ہو۔

ہر غنچہ اسد بارگہ شوکت گل ہے دل فرش رہ ناز ہی بیدل اگر آوے

باغ مین ہر غنچہ ہر کلی گویا کہ شاہ گل کی شوکت و عظمت کی ایک بارگاہ ہے کہ ہمیشہ تاجدار گل کا ورود و مسعود اسی بارگاہ مین ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر حضرت بیدل کرم فرماین تو دل ان کے واسطے راہ مین فرش راہ بنا دیے جاوین۔ اس شعر اور دوسرے شعرون سے

معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کو حقیقت مین مرزا بیدل علیہ الرحمۃ سے عشق اور ان کے کلام سے سچی محبت تھی اور یہ محبت اتباع کی حد سے گزر کر عقیدت و ارادت تک پہونچ گئی تھی۔

چار سوے عشق مین صاحب دکانی مفت ہے نقد ہو داغ دل اور آتش زبانی مفت ہے

چار سو سے مراد قرب۔ حوالی۔ اطراف ہے۔ کہتے ہین کہ عشق کے اطراف مین ہر صاحب ذوق متاع دل باختگی رکھ کر دکاندار بن سکتا ہے۔ یہان داغ دل کا سکہ اور آتش زبانی بغیر کسی قیمت اور زحمت کے ہر خریدار کو مفت دیدی جاتی ہے۔

گر نہین پاتا درون خانہ ہر بیگانہ جا بر در نگشودۂ دل پاسبانی مفت ہے

اگر ہر بیگانہ کو حریم دل مین بار نہین ملتا اور ہر ایرا غیرا بے تکلف آمد و رفت جاری نہین رکھ سکتا تو نہ سہی اس مین کیا ہرج ہے کہ دل کے بند دروازہ پر پڑے رہیے اور پاسبانی کیا کرے مطلب یہ ہے کہ اگر ہر کوئی صاحب دل نہین ہو سکتا تو اپنے دل کی حفاظت تو کر سکتا ہے کہ اس مین کسی غیر کا دخل نہو عرفی نے ایک ایسا ہی شعر کہا ہے

وقت عرفی خوش کہ نگشودند چون در بر رخش
بر در نگشودہ ساکن شد در دیگر نزد

صائب

غیر حق را می دہی رہ در حریم دل چرا
می کشی بیگانہ را مہمان این منزل چرا

بیدل

ستم است اگر ہوست کشد کہ بسیر سرو و سمن درآ
تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بچمن درآ

چونکہ بالاے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے بر ہوس کے دو جہان دامن فشانی مفت ہے

چونکہ ہوس کے قد پر کوئی قبا صحیح اور موزون نہین ہو سکتی یعنی ہوس باوجود حصول دو جہان بھی سیر نہین ہو سکتی۔ لہذا چاہیے یہ کہ دنیا کی تمام ہوا و ہوس پر

دامن افشانی کر دی جائے اور سب کو جھٹک کر پھینک دیا جائے اس سے بہتر اسکے لئے کوئی قبا موزون نہین -

اک نفس ہر اک نفس جاتا ہے قسطِ عمر مین　　حیف ہو انکو جو کہوین زندگانی مفت ہو

جو لوگ کہ یہ کہتے ہین کہ زندگانی مفت مل گئی ہو ان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ زندگانی ایک قرض ہو- اور اس قرض کو قسط وار ادا کرنا ہوتا ہے- چنانچہ دنیا کا ہر فرد ہر سانس مین ایک سانس ادا کر رہا ہے اور اسی طرح یہ قسط ادا ہو کر ایک دن یہ قرضہ چکتا جائے گا-

نوائے طائران آشیان گم کردہ آتی ہو　　تماشا ہے کہ رنگ رفتہ برگردیدنی جانے

مشاہدہ بیان کرکے کہتا ہے کہ وہ طائر جو بھٹک جاتے ہین اور اپنے اپنے آشیانون کو بھول جاتے ہین اور کچھ نہین تو دور سے ان کی آواز تو ضرور ہی آتی رہتی ہے- مگر میرا طائر رنگ جب سے اڑا ہو اس کی نہ کوئی خبر آئی- نہ کوئی آواز سنی مین چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ تو دیکھ لے کہ میرے رنگ کو واپس ہونے کا ڈھنگ آ جائے- اور وہ غریب بھی اپنے وطن مین واپس آ سکے -

اسد جان نذر الطافے کہ ہنگام ہم آغوشی　　زبان ہر سر مو حال دل پرسیدنی جانے

اسد میری جان اس الطاف اور اس انداز خاص پر قربان ہو کہ جب وہ ملتا ہو تو ہم آغوشی کے وقت اس کا ہر سر مو میرے دل ناشاد کا ایک حال پوچھتا ہے- جی چاہتا ہو کہ مین اس لطف و کرم خاص پر اپنی جان قربان کر دون - کیا خوب شعر کہا ہے - سبحان اللہ-

شعر کی فکر کو اسد چاہیئے ہو دل و دماغ　　عذر کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہو

صاف صاف شعر ہے شرح کی احتیاج نہین- یہ شعر صرف قال نہین بلکہ آئینہ حال معلوم ہوتا ہے -

تعریف چکنی ڈلی

مرزا غالب نے اپنے ایک دوست مولوی کرم حسین کی فرمایش سے کلکتہ مین چکنی ڈلی کی تعریف مین یہ چند تشبیہات نظم کی تھین چونکہ اس مین نہ کوئی مشکل اور مہمل اشعار مین نہ نایاب ہو اس لئے مین اس کی شرح نہین لکھتا بلکہ تکمیل دیوان کے لئے صرف وہ اشعار نقل کیے دیتا ہون -

ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی　　زیب دیتا ہے اسے جس قدر اچھا کہیے
خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے　　ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہیے
مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیے　　حرز بازوے شگرفان خود آرا کہیے
مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے　　داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے
خاتم دست سلیمان سے مشابہ لکھیے　　سر پستان پریزاد سے مانا کہیے
اختر سوختہ قیس سے نسبت دیجیے　　خال مشکین رخ دل کش لیلا کہیے
حجر الاسود دیوار حرم کیجیے فرض　　نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیے
وضع مین اس کو اگر سمجھیے قاف تریاق　　رنگ مین سبزہ نوخیز مسیحا کہیے
صومعے مین اسے ٹھہرایئے گر مہر نماز　　میکدے مین اسے خشت خم صہبا کہیے
کیون اسے قفل در گنج محبت لکھیے　　کیون اسے نقطہ پرکار تمنا کہیے
کیون اسے گوہر نایاب تصور کیجیے　　کیون اسے مردمک دیدہ عنقا کہیے
کیون اسے تکمہ پیراہن لیلا لکھیے　　کیون اسے نقش پے ناقہ سلما کہیے

بندہ پرور کے کف دست کو دل کیجیے فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

رُباعیات

ہر چند کہ دوستی میں کامل ہونا　　ممکن نہیں یک زبان و یکدل ہونا

میں تجھ سے ہوں اور مجھ سے تو پوشیدہ　　ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا

دوستی کسی قدر کامل ہو مگر تیرا ایک زبان و یک دل ہونا غیر ممکن ہے۔ میں تجھ سے مخفی اور تو مجھ سے ابھی تک پردہ کرتا ہے اور پھر نگاہ ملے تو کیونکر ملے اور اگر ملے بھی تو بیکار ہے۔

سامان ہزار جستجو یعنی دل　　ساغر کش خون آرزو یعنی دل

پشت و رخ آئینہ ہے دین و دنیا　　منظور ہے دو جہان سے تو یعنی دل

میری ہزار جستجوؤں کا سامان کیا ہے دل ہے۔ آرزو کے خون کی شراب پینے والا کون ہے دل ہے اسی آئینہ دل کی پشت اور رخ دین اور دنیا ہیں۔ مجھے نہ دین چاہئے نہ دنیا بلکہ بجائے دونوں جہان کے میں صرف دل کو پسند کرتا ہوں اور اسکے سوا کچھ مطلوب نہیں۔

اے کاش بتان کا خنجر سینہ شگاف　　پہلوے حیات سے گذر جاتا صاف

اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند　　لیجیئے نہ مشقت گدائی سے معاف

مجکو حسینون کے خنجر سینہ شگاف نے گھائل کر دیا ہے مگر پورے طور سے وہ میرے سینہ سے نہیں گزرا میری تمنا یہ تھی کہ کاش وہ میرے پہلو سے زندگی کو چیر ڈالتا یعنی زندگی کا خاتمہ کر دیتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ تسمہ لگا رکھا یعنی رمقے جان باقی

رکھی اس سے اس کی یہ غرض نہیں تہی کہ مجھپر رحم کرتا بلکہ غرض یہ تھی کہ میں چند روز تک اور زندہ رہ کر دریوزہ گری حسن کرتا رہوں یا موت کی بھیک مانگتا رہوں اس شعر کو بھی دیکھئے اور مقابلہ کیجئے۔

کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

نادان ہو جو کہتے ہو کہ کیون جیتے ہو غالب　　قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور

اے کثرت فہم بے شمار اندیشہ　　ہے اصل خرد سے شرمسار اندیشہ

یک قطرۂ خون و دعوت صد نشتر　　یک وہم عبادت و ہزار اندیشہ

کثرت فہم کو مخاطب ٹھہرا کر کہا ہے کہ اے وہ کثرت فہم جس کے ساتھ سیکڑون ہزارون اندیشے لگے ہوئے ہیں اور اندیشہ اصل خرد سے اس وجہ سے شرمندہ ہے کہ تو نے میرے دل کے ساتھ جو ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہے وہ سلوک کیا ہے جیسے کوئی ایک قطرہ خون کے لئے سو نشتر بہم پہونچائے اور ظلم و ستم پر آمادہ ہو جائے یا یہ کہ ایک عبادت کا وہم ہو اور ہزار اندیشے اس کے ساتھ لگے ہوں یعنی عبادات دراصل عبادت بھی نہو صرف ایک وہم ہو اور پھر اس کے لئے ہزار اندیشے برداشت کرکے کوہ کندن اور کاہ بر آوردن سے کام لیا جائے۔

دل سوز جنون سے جلوہ منظر ہے آج　　نیرنگ زمانہ فتنہ پرور ہے آج

یک تار نفس میں جون طناب صناع　　ہر پارۂ دل برنگ دیگر ہے آج

آج میرے دل کی سوز جنون کی وجہ سے یہ کیفیت ہے کہ معلوم ہوتا ہے اسپر جلوۂ دیدار کی تجلی ہو رہی گویا نیرنگ زمانہ آج تازے فتنے برپا کر رہا ہے ہر ایک تار نفس میں ایک دل کا ٹکڑا اس طرح بندھا ہوا چلا آ رہا ہے جیسے کہ کوئی بازیگر یا کھلاڑی تماشہ دکھا رہا ہو۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ دل کے ہر ٹکڑے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ خدا معلوم کیا فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے۔

گر جوہر امتیاز ہوتا ہم مین　　رسوا کرتے نہ آپ کو عالم مین
ہین نام و نگین کمینگر نقد شعور　　یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم مین

مطلب یہ ہی کہ ہم مین قوت امتیازی بالکل نہین ہے اگر ہم مین کچھ عقل و شعور ہوتا تو کیون اپنے آپ کو دنیا مین بدنام کرتے واقعہ یہ ہے کہ یہ نگین اور یہ نقش نگین خانۂ خاتم کے اندر ایک چور کی طرح گھس گئے ہین۔ اور ہمارے عقل و شعور کو چرا سے لئے جا رہے ہین ظاہر ہے کہ نام و نگین ہی سے آدمی کی شہرت ہوتی ہے اور اسی کو شاعر نے رسوائی سے تعبیر کیا ہے۔

تمام شد

اردو زبان کی تمام نایاب کتابین
ہمارے یہان موجود ہین جنکی بڑی
فہرست
مفت طلب فرمائیے
ملنے کا پتہ
منیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ

ادبی جواہر پارے

مکمل شرح دیوان غالب (سے) و (عا)	قصائد عزیز سے	اردوے قدیم عہ	خوبی سخن ۸	
مکاتیب امیر عا ۸	یادگار غالب سے	دکن مین اردو عا	مرقع ادب حصہ ۲ عا	
جان سخن عا	جذبات اوج ۸	فغان آرزو عہ ۸	آب حیات سے	
ترانۂ شوق عہ ۸	عالم خیال ۸ و عہ	دیوان شوق عا	کلیات اکبر ۳ جلد للعہ ۸	
مکاتیب اکبر عہ	مثنوی دل و جان عہ	دیوان جان صاحب عہ ۸	گلدستۂ پنج عہ ۴	
انتخاب اودھ پنچ عہ ۸	صبح وطن عا	مباحثۂ گلزار نسیم عہ ۸	دیوان حالی عہ	مقدمۂ دیوان حالی عہ ۸

ملنے کا پتہ:۔ صدیق بک ڈپو لکھنؤ

تین اَدبی جواہر پارے

از عالی جناب صفدر مرزا پوری مرحوم

یہ تینون کتابین اپنے موضوع کے لحاظ سے اُردو ادب مین پہلی سعی مشکور ہین اُردو مین اس انداز کی تصانیف کا سہرا صفدر مرحوم کے سر ہے کہ جنکی نظر انتخاب نے ایسے اچھوتے مضامین کا مجموعہ ارباب ادب کی خدمت مین پیش کیا۔

مُرقع اَدب اُن نامور خطوط کا مجموعہ جنھین ملک کے نامور ادیب اور سربرآوردہ حضرات نے ایکدوسرے کے نام لکھا ان خطوط کا حرف حرف سند ہے اور ہر ہر فقرہ موتی کی لڑی۔ زبان اُردو سیکھنے کے لئے موجودہ زبان اُردو کا بہترین مرقع - ادبی خوبیون کے علاوہ بہت سے باکمال اساتذۂ فن اور مشاہیر کے سوانح حیات پر بھی روشنی پڑتی ہے اکثر خطوط مین شاعرانہ نکات وحقایق پر بحث ہے کہین شاعرانہ نوک جھونک ہے کہین معصرانہ چھیڑ چھاڑ اور کہین لطیف ظرافت آمیز چٹکلے قیمت حصہ اول ۱۲؍ حصہ دوم ۱۲؍

مُشاطۂ سخن اس مین مسلم الثبوت اور ماہرین فن اساتذہ کی وہ اصلاحین جمع کی گئی ہین جنھون نے اپنے نامور شاگردون کے کلام پر دین اور جن کی بدولت وہ لوگ شاعری کی دنیا مین آفتاب ماہتاب بنکر چمکے اس انتخاب مین انھین باکمالون کو لیا ہے جنکا حرف حرف قابل تسلیم ہے اور جن کو اُردو دنیا سند مانتی ہے جناب ناسخ - آتش - اسیر - ذوق - غالب - مومن - منیر - تسلیم - رشک - امیر - داغ - تسلیم - جلال ایسی ہستیان نہین ہین کہ جنکی اصلاحات قابل توجہ نہون - شاعرانہ مذاق رکھنے والے حضرات کے لئے نایاب تحفہ ہے - اصلاحات پر غائر نظر ڈال کر ایک ہونہار شاگرد گھر بیٹھے اُستاد بن سکتا ہے۔ طباعت اور صحت کا خاص اہتمام ہے - قیمت ایکروپیہ ۱۲؍

بزمِ خیال جس مین شعرائے اُردو وفارسی کی مجالس کے لطائف وظرائف کو ترتیب دیا گیا ہے برجستہ گوئی اور حاضر جوابی کے بہترین نمونے دکہائے گئے ہین فارسی اور اُردو کے منتخب اشعار کو لیکر جن کا کسی لطیفہ یا دلچسپ قصہ سے تعلق ہے اس کی مفصل کیفیت بیان کی ہے - خوش مذاق حضرات کے لئے تفریح طبع کا بہترین سامان ہے اس کے ساتھ ادبی اور تاریخی ضیافت ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے جدید وخوبصورت اڈیشن ترمیم شدہ - قیمت ایکروپیہ

ملنے کا پتہ :- صدیق بکڈپو لکھنؤ